باب ششم — اعتراضات حصہ قرآنی

وَلَاتَقُوْلُوْالِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَo

(سورۃ البقرۃ ،آیت:154)

ترجمہ: اور جولوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو جائیں تم اُنہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں اور تمہیں اُنکی زندگی کا احساس نہیں ہوتا۔

اعتراض 1: عقیدہ حیات النبی ﷺ پر دیوبندی جو سورۃ البقرۃ، آیت:154، پیش کرتے ہیں یہ تو شہید کے بارے میں ہے یہ نبی پاک ﷺ کے لئے کیسے دلیل بن سکتی ہے؟

ج:1) یہ آیت مبارکہ اگر شہید کیلئے ہے تو مماتی شہید کو بھی تو قبر میں زندہ نہیں مانتے؟ چلو پھر شہید کو قبر میں زندہ مان لیں آدھا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

ج:2) حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور پاک ﷺ شہید ہو کر فوت ہوئے ہیں۔ جس طرح یہ آیت شہید کے بارے میں ہے تو اس طرح نبی پاک ﷺ بھی شہید بن کر اس آیت کی خوشخبری میں شامل ہیں۔

i) صحیح بخاری کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ج:2،ص:637،ط: قدیمی کراچی

ii) مستدرک ،کتاب المغازی ،ج:3،ص:61,60،رقم الحدیث: 4394/98،اقربہ الذہبیؒ،ط:دار العلمیہ بیروت لبنان

اعتراض 2: اس آیت میں نبی پاک ﷺ کا نام موجود نہیں ہے، پھر کیسے دلیل بنے گی؟

ج: یہ تو ایسا فضول سوال ہے کہ کوئی بیوقوف آدمی بھی نہیں کہہ سکتا بلکہ یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی پاگل کہے کہ ماں باپ کو اللہ تعالیٰ نے ''اُف'' کہنے سے منع تو کیا۔

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْ هُمَا (سورۃ بنی اسرائیل، آیت :23)

ترجمہ: انہیں اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو۔

مگر گالی دینے یا منہ پر جوتی مارنے سے منع تو نہیں کیا۔تو اسے جواب دیا جائے گا کہ ارے پاگل منع کرنے میں گالی کا لفظ نہیں ''اُف'' کا لفظ ہے اور ''اُف'' چھوٹی چیز ہے اور گالی بڑی چیز

ہے۔ جب چھوٹی چیز منع ہے تو گالی دینا اس سے بڑھ کر منع ہے۔ بالکل اسی طرح اس آیت میں نبی ﷺ کا لفظ تو نہیں ہے شہید کا لفظ ہے شہادت چھوٹی چیز اور نبوت بڑی چیز ہے جب شہید زندہ ہے تو نبی ﷺ کا رتبہ شہید سے بڑا ہے لہٰذا وہ اس سے بڑھ کر زندہ ہے۔ کیونکہ شہید نے نبی پاک ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے اور حضور پاک ﷺ کی شریعت کو دل و جان سے تسلیم کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت کے بعد زندہ فرمادیا مگر حضور پاک ﷺ تو خود کلمہ اور شریعت امت کو دینے والے ہیں، یقیناً حضور پاک ﷺ کا مرتبہ شہداء سے بہت زیادہ ہے۔

صحاح ستہ میں حدیث پاک کی سب سے بڑی کتاب صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کو سمجھاتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

وَقَدْ ثَبَتَ بِهِ النَّقْلُ فَدَلَّ ذَالِکَ عَلٰی حَیَاتِهِمْ قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ اَنَّهُمْ اَحْیَاءٌ مِنْ حَیْثُ النَّقْلِ فَاِنَّهٗ یُقَوِّیْهِ مِنْ حَیْثُ النَّظَرِ کَوْنُ الشُّهَدَاءِ اَحْیَاءٌ بِنَصِّ الْقُرْآنِ وَالْاَنْبِیَاءُ اَفْضَلُ مِنَ الشُّهَدَاءِ.

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: والذکر فی الکتاب مریم، ج:6، ص:488، ط: دار المعرفہ بیروت لبنان)

ترجمہ: بے شک قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اسی بات کو عقل بھی تسلیم کرتی ہے کہ جب شہداء زندہ ہیں تو انبیاء کرام علیہم السلام کا رتبہ شہداء سے بہت بلند ہے۔ اسی لئے وہ ان سے بڑھ کر زندہ ہیں۔

اعتراض 3: اس آیت میں قبر کا لفظ تو نہیں پھر قبر میں کیسے زندہ ثابت ہوتے ہیں؟

ج: اسی آیت میں لِمَنْ یُّقْتَلُ اور بَلْ اَحْیَاءٌ کا لفظ آیا ہے یعنی جو شہید ہوا وہی زندہ ہے تو قتل اور شہادت جسم پر واقع ہوتی ہے اور یہی جسم قبر میں ہوتا ہے تو مطلب واضح ہوا کہ یہی جسم زندہ ہے جو قبر میں ہے۔

مثال: یہ اعتراض تو ویسا ہے کہ جیسے کوئی بے وقوف آدمی کہے کہ چائے میں اگر دودھ ہے تو نکال کر دو تو اسے جواب دیا جائے گا چائے میں دودھ تو ہے مگر پتی میں مل گیا ہے یعنی چائے کے اندر چھپا ہوا ہے اسی طرح قبر کا لفظ موجود ہے مگر لِمَنْ یُّقْتَلُ اور بَلْ اَحْیَاءٌ کے الفاظ

میں چھپا ہوا ہے۔

اعتراض4: اس آیت کے آخر میں ایک اور لفظ بھی آتا ہے وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ کہ تمہیں شہداء کی زندگی کا احساس اور شعور نہیں ہے۔تو جب شعور ہی نہیں تو کیسے زندہ مانتے ہو؟

ج: ہم دنیا والے لوگوں کو شعور نہیں ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے انکی زندگی دیکھ سکیں شعور نہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ شہداء مردہ ہیں اور جو لفظ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ تم پیش کرتے ہو اس کے پیچھے بھی آیت پڑھو جس میں اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں بَلْ اَحْيَاءٌ کہ وہ زندہ ہیں۔جب اللہ پاک نے زندہ فرمادیا تو اب کوئی اشکال ہی نہ رہا۔

مثال: ہمارے کندھوں پر فرشتے بیٹھے ہیں اور ہمیں ان کا شعور نہیں ہے کہ وہ ہمارے لباس کے باوجود قلم اپنے ہاتھوں میں کیسے پکڑتے ہیں؟ ہمارے اعمال کون سے صفحات پر لکھتے ہیں؟ کندھے پر پانی ڈالتے وقت کہاں ہوتے ہیں؟اور جب انسان کسی بچے کو کندھے پر بٹھالیتا ہے جیسے کہ آپ ﷺ نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور اپنی نواسی حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا کو کندھے پر بٹھایا تھا تو فرشتے کدھر گئے تھے؟ یا جس طرح محکمہ پولیس کے افراد کسی مجرم کو تفتیش کیلئے اُلٹا لٹکا دیتے ہیں تو فرشتوں کا کیا بنتا ہے؟ مگر ان سب باتوں کے باوجود بھی مسلمان فرشتوں کے موجود ہونے پر ایمان بالغیب رکھتے ہیں تو اسی طرح شہداء کی زندگی کا ہمیں شعور نہیں مگر ایمان بالغیب رکھنا ہے۔

نوٹ: ہم مماتیوں سے پوچھتے ہیں کہ جب قرآن مجید نے بتلا دیا کہ تمہیں شعور تک نہیں ہے تو پھر تم مماتیوں کو کیسے شعور آگیا ہے کہ شہداء مردہ ہیں؟ ؎ لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

اعتراض5: کون کہتا ہے کہ یہ آیت ہمارے نبی پاک ﷺ کیلئے ہے؟ اور اس آیت سے حضور پاک ﷺ قبر میں زندہ ثابت ہوتے ہیں کیا کسی مفسر قرآن نے بھی یہ عقیدہ لکھا ہے؟

ج: جی ہاں قرآن پاک کی تفسیروں میں یہ ثابت ہے کہ یہ آیت انبیاء علیہم السلام کیلئے بھی ہے سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:154 کی تفسیر میں اہل السنّت والجماعت کے کئی مفسرین نے عقیدہ حیات النبی

ﷺ لکھا ہے۔مثلاً:مولانا ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شہداء میں شامل ہوکر زندہ ہیں۔

فَلَیْسَ الشَّھِیْدُ بِاَوْلٰی مِنَ النَّبِیِّ ﷺ وَاَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ فِیْ قَبْرِہٖ کَمَاوَرَدَفِی الْحَدِیْثِ. (احکام القرآن للتھانویؒ، ج: 1،ص: 92،ط:ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کا مرتبہ شہداء سے بہت زیادہ ہے، بے شک اللہ کے نبی ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے، یہ عقیدہ حدیث پاک سے ثابت ہے۔

وَلَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْافِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَرَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَO (سورۃ آل عمران، آیت: 169)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر ﷺ) جولوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ زندہ ہیں، انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

اعتراض 6: **عِنْدَرَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ** یعنی شہداء اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ہیں حالانکہ تم لوگ قبروں میں زندہ مانتے ہو؟

ج:1) یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے تو پھر کیا خدا قبروں میں نہیں ہے؟

ج:2) اگر مماتیوں کی یہ بیوقوفی مان لی جائے تو یہ کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ تو کائنات میں ہر جگہ بلاجسم و بلا مکان موجود ہے تو لہٰذا شہداء بھی ہر جگہ موجود ہوئے کیونکہ شہداء رب کے پاس جو رزق کھاتے ہیں تو پھر شہداء کا ہر جگہ موجود ہونا رضاخانیوں سے بھی بدتر عقیدہ بن جائے گا اور مماتی اس فضول نظریہ کے طرف دار ہیں۔

اصل حقیقت: **عِنْدَرَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ** یعنی شہید اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ہیں۔یہ ایک قرآن کریم کی اصطلاح یعنی محاورہ ہے۔جسکا مطلب یہ ہے کہ شہداء کو بغیر محنت و مزدوری کے کھانا پینا ملتا ہے ان شہیدوں کو اپنے رب کی طرف سے بغیر تکلیف کے رزق حاصل ہوتا ہے، **عِنْدَرَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ** کی آیت کا اصل مطلب تو یہی بنتا ہے جیسا کہ قرآن کریم،سورۃ آل

عمران، آیت: 37 میں ہے ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں یعنی حضرت مریم علیہا السلام کو فلسطین میں بغیر محنت کے رزق ملا کرتا تھا۔ اور وہ فرماتی تھی کہ اللہ کے ہاں سے آیا ہے یعنی مجھے یہ رزق بغیر محنت کے ملا ہے۔ اسی طرح سمجھو عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ یعنی شہداء اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ہیں مطلب یہ ہے کہ شہداء بھی بغیر محنت و مزدوری کے رزق حاصل کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں جو مماتی بے چاروں نے سمجھ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے تو مسئلہ آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

ج:3) قرآن کریم میں ہے: **اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ** (سورۃ آل عمران، آیت: 19)

ترجمہ: یقیناً دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

تو مماتیو! اب جرأت کرو خود اپنے بارے میں کہہ دو کہ ہمارے پاس دین نہیں ہم بے دین ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ دین اللہ کے پاس ہے۔

نوٹ: جس طرح دین اسلام اللہ کے پاس ہوتے ہوئے ہمارے پاس بھی ہے تو اسی طرح شہداء اللہ کے پاس ہوتے ہوئے قبروں میں روح کے تعلق سے رزق کی لذت محسوس کرتے ہیں۔

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں **وَلَا تَقُوْلُوْا**....الخ (سورۃ البقرۃ آیت: 154)

فرما کر شہداء کو مردہ کہنے سے روک دیا۔

اور دوسری جگہ **وَلَا تَحْسَبَنَّ** ....الخ (سورۃ آل عمران، آیت: 169)

فرمایا کر شہید کو مردہ گمان کرنے سے بھی روک دیا۔

گویا قرآن کریم میں شہداء کی حیات کے بارے میں غلط بولنے اور غلط سوچنے پر پابندی لگا دی۔ تو پتہ چلا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء کرامؒ کی حیات کے بارے میں بدزبانی اور بدگمانی دونوں منع ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدزبانی اور بدگمانی سے محفوظ رکھے۔

اعتراض 7: اگر انبیاء کرام علیہم السلام و شہداء کرامؒ قبروں میں رزق کھاتے ہیں تو پیشاب، پاخانہ کہاں کرتے ہیں؟

ج: حدیث پاک سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا روضۂ اقدس جنت ہے۔

(صحیح بخاری ،کتاب التھجد،باب:فضل مابین القبر والمنبر، ج:1،ص:159،ط:قدیمی کراچی)

اور شہدائے کرامؓ تو اعلیٰ درجہ کے مومن ہوتے ہیں اور مومن کی قبر کو حدیث پاک میں جنت کا باغ فرمایا گیا ہے۔ (جامع ترمذی، ابواب الزھد، باب نمبر:26، ج:2،ص:73،ط: قدیمی کراچی)

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ جنت میں کھانے، پینے کے بعد پیشاب، پاخانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔حیاتِ قبر تو حیاتِ آخرت کی ابتداء ہے اور آخرت میں ان چیزوں کا تصور بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔

اعتراض8: حدیث پاک میں آتا ہے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضور پاک ﷺ نے یوں فرمایا کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہیں اور پرندے اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں اُڑتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ روحیں تو جسم سے باہر ہوئیں پھر شہید قبروں میں کیسے زندہ ہیں؟

ج: ہم بھی مانتے ہیں کہ روحیں اُوپر آسمانوں میں ہیں اور جسم قبروں میں ہیں لیکن ان روحوں کا جسم کے ساتھ تعلق ہے۔جس کی وجہ سے شہید قبروں میں زندہ ہیں جس طرح سورۃ الزمر، آیت نمبر:42 کے مطابق سونے والے کی روح نکل جاتی ہے مگر سونے والا زندہ ہوتا ہے اس لئے کہ اس نکلی ہوئی روح کا تعلق سونے والے آدمی کے جسم سے ہوتا ہے۔تو جیسے سوتا آدمی باوجود روح نکل چکی ہے پھر بھی وہ اس روح کے ساتھ تعلق کی وجہ سے زندہ ہوتا ہے۔اس طرح ان شہداء کی بھی ارواح، اعلیٰ علیین میں ہے اور اس روح کے تعلق کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں۔

اعتراض9: انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کا جسموں سے تعلق ہے جس کی وجہ سے وہ قبروں میں زندہ ہیں، علماءِ دیوبند سے پہلے کس نے لکھا ہے؟

ج: جی ہاں! آج سے تقریباً 700 سال پہلے حضرت امام محمد بن ابی بکر حافظ ابن القیمؒ نے امت مسلمہ کا واضح عقیدہ لکھا ہے:

بَعۡدَ وَفَاتِهٖ اِسۡتَقَرَّتۡ فِیۡ الرَّفِیۡقِ الۡاَعۡلٰی مَعَ اَرۡوَاحِ الۡاَنۡبِیَاءِ عَلَیۡهِمُ الصَّلَاۃُ

وَالسَّلَامُ مَعَ هٰذَا فَلَهَا اِشْرَافٌ عَلَى الْبَدَنِ وَاِشْرَاقٌ وَّتَعَلُّقٌ بِهٖ بِحَيْثُ يَرُدُّ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ ... وَاِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِ الْمُسَلِّمُ رَدَّاللّٰهُ عَلَيْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد،فصل:الفرق بین من قال کان الاسراء بالروح وبین ان یقال کان الاسراء مناما،ج:1،ص:506،ط:شرکۃ التجاریہ القدس،القاھرہ مصر)

ترجمہ: حضور پاک ﷺ کی روح مبارک وفات کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کے ساتھ اعلیٰ علیین بلکہ اس سے بھی بلند رفیق اعلیٰ میں ہے اور اس روح کا جسم مبارک کے ساتھ ایسا تعلق ہے کہ جب بھی کوئی امتی (قبر مبارک کے قریب) سلام پیش کرتا ہے تو حضور پاک ﷺ کی توجہ اسکے سلام کی طرف جاتی ہے تو اسے سلام کا جواب مل جاتا ہے۔

اعتراض 10: نیند کی حالت میں سونے والے آدمی کی روح کا اسکے جسم سے تعلق نظر آتا ہے کہ سانسیں اور نبض چل رہی ہوتی ہیں اور اگر مردے کی روح کا اسکے جسم سے تعلق ہوتا تو وہ بھی نظر آتا حالانکہ وہ تو نظر نہیں آتا۔

ج:1) قبر کی زندگی برزخ والی ہے اور برزخ کا معنیٰ پردہ ہے۔ وفات کے بعد کی زندگی کو قرآن پاک میں برزخ فرمایا گیا ہے۔

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (سورۃ المؤمنون، آیت:100)

ترجمہ: اور ان مرنے والوں کے پیچھے قیامت تک پردہ ہے۔

تشریح: برزخ کا معنیٰ ہے پردہ اور پردہ والی چیزیں اکثر نظر نہیں آتیں۔ جس طرح ہر انسان کے کندھے پر فرشتے بیٹھے ہیں مگر ہمیں بظاہر نظر نہیں آتے اسی طرح وفات کے بعد روح اور جسم کا آپس میں تعلق ہوتا ہے مگر ہر کسی کو نظر نہیں آتا۔

ج:2) جس طرح چلتی ہوا نظر نہیں آتی۔ بخار نظر نہیں آتا، بلڈ پریشر، شوگر جسم میں کتنا ہے؟ وغیرہ مگر یہ سب چیزیں ہوتی ہیں لیکن ہمیں ظاہری طور پر نظر نہیں آتیں اور نظر آنا ضروری بھی نہیں ہے۔ اسی طرح موت کے بعد بھی روح کا جسم سے تعلق ہوتا ہے مگر ہمیں نظر نہیں آتا۔

ج:3) جناب اگر سونے والے کی طرح مرنے والے کی روح کا تعلق نظر آتا تو اس کا تعلق

ایمان بالغیب سے نہ ہوتا کیونکہ نظر آئے پھر مانو یہ کیسا ایمان ہے......؟ حالانکہ ایمان بالغیب تو یہ ہے یُؤْمِنُونَ بِالْغَیْبِ سورۃ بقرۃ آیت نمبر 3 نظر نہ آئے تب مانو، اسی کو ایمانی حالت کہتے ہیں۔

ج:4) اللہ پاک نے قرآن کریم میں کفار کے بارے میں فرمایا ہے:

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ........الخ (سورۃ بقرۃ ،آیت:7)

ترجمہ: کافروں کی آنکھوں، کانوں اور دلوں پہ پردہ ہے۔

مگر ظاہری طور پر یہ پردہ ہمیں نظر تو نہیں آتا اسی طرح مردے کے جسم سے روح کا تعلق ہوتا ہے مگر عام طور پر نظر نہیں آتا۔

اعتراض 11: کون کہتا ہے کہ یہ آیت ہمارے نبی پاک ﷺ کیلئے ہے؟

ج: علماء حق، علماء دیوبند کی اتفاقی تفسیر میں مفسر قرآن حضرت مولانا احمد سعید دھلوی لکھتے ہیں:

تفسیر: انبیاء کرام علیہم السلام شہیدوں سے بڑے درجے والے ہیں تو وہ بھی زندہ ہیں ان کی زندگی اتنی مضبوط ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہے اسی وجہ سے نبی ﷺ کی وفات کے بعد انکی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ ہی نبی ﷺ کی میراث تقسیم ہوتی ہے بلکہ قبر پر جا کر کوئی سلام کہے تو اس کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ (تفسیر کشف الرحمٰن ،ج :1،ص: 592،ط :مکتبہ رشیدیہ کراچی)

اس تفسیر پر جن اکابرین امت مسلمہ کے دستخط ہیں ان کے اسماء کرام یہ ہیں:

1) مدرس مسجد نبوی ﷺ، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حسین احمد مدنی رَحِمَهُ اللّٰهُ
2) عالم اسلام کے پہلے شیخ الحدیث، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رَحِمَهُ اللّٰهُ
3) دارالعلوم دیوبند میں نصف صدی تک مہتمم، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رَحِمَهُ اللّٰهُ
4) استاذ العلماء مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مولانا مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری رَحِمَهُ اللّٰهُ
5) شیخ الحدیث والادب، جامع الفضائل، فقیہِ زماں حضرت مولانا اعزاز علی امروہی رَحِمَهُ اللّٰهُ
6) مفتی اعظم متحدہ ہندوستان، فخر الاماثل، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ رَحِمَهُ اللّٰهُ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا. (سورۃ النساء، آیت: 64)

ترجمہ: اور اگر گناہ گار لوگ گناہ کرنے کے بعد (اے نبی ﷺ) تیرے پاس آئیں خود بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آپ ﷺ بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کریں گے اور ان پہ رحمت کریں گے۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ لکھتے ہیں:

تفسیر 1: سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو قبر مبارک میں دفن کرنے کے تین دن بعد ایک دیہاتی آیا اور قبر شریف کے پاس گر گیا اور روتے ہوئے حضور ﷺ سے عرض کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گناہگار شخص، رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول ﷺ اس کے لئے دعائے مغفرت کریں تو اللہ پاک اسے معاف فرما دیں گے۔ اس لئے اے نبی پاک ﷺ! میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لئے معافی کی دعا کریں۔ اس کے بعد اسے روضہ اقدس سے آواز آئی قَدْ غُفِرَ لَکَ کہ تیری بخشش کر دی گئی۔ (معارف القرآن، ج:2،ص:460،ط:ادارۃ المعارف کراچی)

تفسیر 2: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جیسے حضور پاک ﷺ کے پاس لوگ معافی کی دعا کرانے آیا کرتے تھے تو اسی طرح آج بھی روضہ رسول ﷺ پر حاضری اسی حکم میں داخل ہے۔

یعنی اب بھی حضور پاک ﷺ کے روضۂ مبارکہ پر حاضر ہو کر عرض کر دیں تو حضور پاک ﷺ دعا فرمائیں گے۔ (معارف القرآن، ج:2،ص:459 ،ط:ادارۃ المعارف کراچی)

اعتراض 12: عقیدہ حیات النبی ﷺ پر آپ لوگ جو آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ... الخ پیش کرتے ہو۔ اس میں تو ایک گاؤں کے دیہاتی آدمی کا واقعہ ہے اور دیہاتی

تو اکثر اَن پڑھ ہوتے ہیں اور اَن پڑھ آدمی کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

ج: جناب ہمارا عقیدہ دیہاتی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تائید کرنے کی وجہ سے ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو اس اُمت مسلمہ کے سب سے بڑے قاضی اور حضور پاک ﷺ کے داماد ہیں اِن کے پڑھے لکھے ہونے میں تو کسی کو شک نہیں۔

اعتراض13: اور یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ گاؤں والا آدمی حضور ﷺ کا صحابی ہے یا نہیں؟

ج: صحابی ہونے یا نہ ہونے سے اصل مسئلے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو صحابی اور خلیفہ راشد ہیں۔ اور خلیفہ راشد کی بات کو ماننے کا حکم حدیث پاک میں موجود ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، ج:2،ص:279۔ جامع ترمذی، ابواب العلم، باب ماءجآء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع، ج:2،ص:96)

اگر یہ شرک ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس دیہاتی کو منع کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضور پاک ﷺ کو قبر میں زندہ مانتے تھے۔ اس کے واقعہ سے عقیدہ نہیں بنا بلکہ عقیدہ تو قرآن کریم کی اسی آیت میں موجود ہے۔

(معارف القرآن، سورۃ النساء، آیت:64، ج:2،ص:460،ط:دارالعلوم کراچی، از:مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی شفیع عثمانی)

اس دیہاتی کے عمل کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تائید فرمائی ہے جسکی وجہ سے آج تک مسلمان اسکو قرآنی آیت کی عملی تفسیر سمجھتے ہیں گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تائید کر کے مہرِ تصدیق لگا دی ہے۔

اعتراض14: یہ واقعہ تو شرک کا چور دروازہ لگتا ہے۔

ج: یہ واقعہ صرف ہماری کتابوں میں ہی نہیں بلکہ حضرت مولانا حسین علی الوانی رحمہ اللہ (جو 1944ء میں فوت ہوئے) اور تم مماتی انہیں اپنا امام مانتے ہو ان کی طرف اپنی جھوٹی نسبتیں قائم کرتے ہو وہ خود اس واقعہ کو اپنی زندگی کی آخری کتاب میں خود لکھتے ہیں بلکہ اس واقعہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اعتماد نقل کرتے ہیں۔ اگر یہ واقعہ جھوٹا اور شرک ہے تو پھر فتویٰ حضرت مولانا حسین علی الوانی رحمہ اللہ پر لگے گا ہم پر نہیں اور ہم پورے یقین سے کہتے ہیں کہ اگر یہ شرک ہوتا تو وہ اسکو ہرگز نہ لکھتے۔ (تحریرات حدیث، باب:قضاء الحاجه بالصلاۃ علی النبی ﷺ ص:396،ط:اشاعت اکیڈمی پشاور)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت جو اس وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے اس دیہاتی مسلمان

کوضرور روکتے کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روکا نہیں بلکہ اس کی حمایت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ با قاعدہ اس واقعہ کو اُمت کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ نیز اگر یہ واقعہ غلط ہوتا تو مولانا حسین علیؒ اپنی کتاب میں ایک مزید سند کے ساتھ درج نہ کرتے۔ مولانا کا اس واقعہ کو لکھنا اور اس پر اعتماد ظاہر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مولانا حسین علی الوانیؒ بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ اس آیت کا حکم اب بھی باقی ہے۔

تنبیہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ یوں دعا فرمایا کرتے تھے **اللّٰهُمَّ لَا تَجعَلْ قَبرِیْ وَثناً یُّعبَدُ** کہ اے اللہ! میری قبر پر لوگ شرک نہ کریں۔

(الجامع الصحیح للسنن والمسانید، کتاب الکبائر، باب: التخاذ المساجد علی القبور من الکبائر، ج:5، ص:42، ط: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

حضرت امام مالکؒ نے تابعین میں سے حضرت امام عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے یہی روایت اپنی کتاب المؤطا میں درج کی ہے: **اَللّٰهُمَّ لَا تَجعَلْ قَبرِیْ وَثناً یُّعبَدُ اِشتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَومٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ اَنبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ**

ترجمہ: اے اللہ! لوگ میری قبر پر شرک نہ کریں، بے شک اللہ تعالیٰ سخت غصہ ہوتے ہیں ان لوگوں پر جو انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں پر سجدہ (شرک) کرتے ہیں۔

(موطا امام مالک، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب: جامع الصلاۃ، ص:159، ط: المیزان لاهور)

اگر خدانخواستہ حضور پاک ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر سلام پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے ہاتھوں اپنے گناہوں کی معافی والی درخواست کرانا شرک ہوتا تو کبھی بھی قبر مبارک پر یہ عمل جاری نہ رہتا مگر اس طرح درخواست کرنا **اِستِشفَاءُ عِندَ قَبرِ النَّبِیِّ** ﷺ کا عقیدہ کہلاتا ہے۔ اور فقہاء کرامؒ جو کہ شریعت کے ماہرین شمار ہوتے ہیں انہوں نے فقہ کی کتابوں میں اس عقیدہ کے با قاعدہ احکامات لکھے ہیں۔

اعتراض: 15 اس دیہاتی کے واقعہ میں بتایا جانے والا حکم اگر قیامت تک باقی ہے تو اگلی آیت: **فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤمِنُونَ... الخ** (سورۃ النساء آیت:65) کہ اختلافی باتوں کا فیصلہ آپ ﷺ سے کرائیں۔ اس کا حکم بھی اب تک باقی ہونا چاہیے۔

ج:1) دیہاتی کے واقعہ کی آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا ...الخ کے متعلق مفسرین قرآن، ائمہ کرام اور فقہاء اُمت نے لکھا ہے کہ اس آیت کا حکم قیامت تک باقی ہے کہ آپ ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی کی درخواست کرائی جا سکتی ہے مگر اگلی آیت کی بات کسی مفسر نے نہیں لکھی۔

ج:2) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے اگلی آیت فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ...الخ (سورۃ النساء آیت نمبر:65) کا حکم حضور پاک ﷺ کے زمانے تک ثابت ہوتا ہے اسکے بعد نہیں۔ اس دیہاتی والے واقعہ کے راوی خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے معاملات کے فیصلے آپ ﷺ کی قبر مبارک پر پیش نہیں کرتے تھے مگر گناہ معافی کی درخواست والے دیہاتی کی تائید فرما رہے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقیدہ کے مطابق معافی والی درخواست کا حکم اب بھی باقی ہے۔

وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَنْکِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ اَبَدًا (سورۃ الاحزاب، آیت:53)

ترجمہ: اور تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم نبی ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ اُن کے بعد اُن کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔

مفسر قرآن، عظیم محدث، فقیہ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی عثمانیؒ لکھتے ہیں:

تفسیر1: قُلْتُ وَجَازَ اَنْ یَکُوْنَ ذَالِکَ لِاَجْلِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ حَیٌّ فِیْ قَبْرِهٖ وَلِذَالِکَ لَمْ یُوْرَثْ وَلَمْ یَتَئَمْ اَزْوَاجُهٗ.

(تفسیر مظہریؒ (عربی) ج:7، ص:408 (اردو) ج:9، ص:416، ط: ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ: امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے نکاح نہ ہونے کی یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر

مبارک میں زندہ ہیں اس لیے حضور پاک ﷺ کے مال مبارک کا کوئی وارث قرار نہیں پایا اور حضور پاک ﷺ کی وفات سے آپ کی بیویاں بیوہ نہ ہوئیں۔

تفسیر 2: مفسر قرآن، عظیم محدث، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:

اس مسئلے (عقیدہ حیات النبی ﷺ) کی نہایت محققانہ بحث حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتاب آب حیات میں ہے۔ (تفسیر عثمانی، ص:567، ط:قرآن کمپلکس ریاض سعودی عرب)

نوٹ: آبِ حیات میں واضح طور پر نبی ﷺ کو قبر میں زندہ مانا گیا ہے اور ساتھ ہی آپ ﷺ کا قبر کے قریب سلام سننے والے عقیدہ کو صحیح اور اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ بتایا گیا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ لکھتے ہیں:

تفسیر 3: آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح حرام ہے۔ وہ بنص قرآن مومنوں کی مائیں ہیں۔ اور دوسری وجہ یہ کہ آپ ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو۔ اسی لیے آپ ﷺ کی میراث تقسیم نہیں ہوئی۔ اسی بناء پر آپ ﷺ کی ازواج کا وہ حال نہیں جو عام شوہروں کی وفات پر اُن کی ازواج کا ہوتا ہے۔ (معارف القرآن، ج:7، ص:203، ط:ادارة المعارف کراچی)

اعتراض 16: سورۃ الاحزاب، آیت نمبر:53 کی جو تم لوگ تفسیر پیش کرتے ہو کہ نبی ﷺ کی بیوی سے نکاح نہ کرنے کی 2 وجوہات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور زندہ کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا تو یہ بات ہم نہیں مانتے کیونکہ شہید بھی تو زندہ ہوتا ہے تو پھر اس کی بیوی سے نکاح کیوں جائز ہے؟

ج: جناب یہی فرق ہے نبی کریم ﷺ میں اور شہید کی حیات میں کہ نبی کریم ﷺ کی حیات بڑے درجے والی ہے اور شہید امتی ہے اس کی حیات چھوٹے درجے والی ہے لہٰذا چھوٹا درجہ ہونے کی وجہ سے شہید کی بیوی سے نکاح ہوجاتا ہے جبکہ نبی کی حیات بڑے

درجے والی ہے تو اس کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا۔ اگرچہ زندہ دونوں ہیں اور یہ بات قرآن پاک کی تفاسیر سے ثابت ہے جس طرح سورۃ آل عمران آیت نمبر 169 کی تفسیر کشف الرحمٰن میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حیات اتنی مضبوط ہے کہ اس کا اثر دنیا میں آجاتا ہے جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ نبی کریم ﷺ کی میراث تقسیم ہوتی ہے۔ جب کہ شہید کیلئے اس طرح نہیں فرمایا گیا۔ جس طرح نبی کریم ﷺ اور شہید (اُمتی) کے درمیان دنیا میں فرق تھا اسی طرح وفات کے بعد بھی فرق ہے۔ آپ ﷺ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا جبکہ شہید (اُمتی) کی نیند سے ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک خوشبودار تھا جبکہ شہید کا خوشبودار نہیں ہوتا۔ اب بھی وفات کے بعد آپ ﷺ اور شہداء اپنی اپنی قبروں میں دونوں زندہ ہیں مگر زندگی کے رتبوں میں فرق ہے۔

مثال: انسان کے چہرے پر داڑھی کا بال بھی زندہ ہوتا ہے اور رُخسار (گال) بھی زندہ ہوتے ہیں مگر بالوں کو قینچی سے کاٹنے سے تکلیف نہیں ہوتی مگر رخسار کو کاٹنے سے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ زندگی کے حالات میں فرق ہے حالانکہ دونوں زندہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور شہید کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔

اعتراض 17: قرآن پاک میں ہے اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ (مردہ ہیں زندہ نہیں) پھر تم لوگ نبی کریم ﷺ کو کیوں زندہ مانتے ہو؟

ج: یہ قرآن کریم میں سورۃ النحل کی آیت نمبر: 21 ہے۔ یہ آیت بتوں کی پوجا کیلئے اور ایسے لوگوں کے لیے نازل ہوئی ہے جن کی کافر لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا خدا سمجھ کر عبادت کرتے ہیں۔ جیسا کہ تفاسیر سے ثابت ہے۔ دورِ نبوی ﷺ سے لیکر 1957ء تک کسی سُنی مفسر نے اس آیت کو حیات النبی ﷺ کے انکار کے متعلق لاگو نہیں کیا۔ یہ صرف اشاعت التوحید والوں کا کارنامہ ہے۔ یہ آیت آپ ﷺ پر لاگو نہیں ہوسکتی کیونکہ کفار نے آپ ﷺ کو خدا مان کر آپ ﷺ کی پوجا نہیں کی تھی۔ وہ کافر لوگ تو آپ ﷺ کو سچا نبی ماننے کیلئے بھی تیار نہیں تھے چہ جائے کہ اپنا خدا مان لیتے۔ لہٰذا اس آیت سے عقیدہ حیات النبی

ﷺ کا انکار ثابت کرنا صرف سینہ زوری ہے جو کہ مماتیوں کو وراثت میں ملی ہے۔

اعتراض18: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذَالِکَ لَمَيِّتُوْنَ** (پھر اس دنیا کی زندگی کے بعد یقیناً تمہیں موت آنے والی ہے) پھر تم دیوبندی حیات النبی ﷺ کی بات کیوں کرتے ہو؟

ج:1) قرآن کریم کی یہ سورۃ المؤمنون، آیت: 15 ہے، اس آیت مبارکہ میں صرف اتنی سی بات ہے کہ دنیا کی زندگی ختم ہوجائے گی اور انسان وفات پاجائیں گے اور دنیا میں وفات کا کوئی منکر نہیں ہے۔ اس آیت کو حضور پاک ﷺ کی قبر والی زندگی پر فٹ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ قبر مبارک کی زندگی بھی تو شریعت سے ثابت ہے۔

ج:2) یہ آیت اس نبی پاک ﷺ پر اتری ہے جس نے یوں فرمایا ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ **قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ** ﷺ **اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ.** (مسند ابی یعلی، ج:6، ص:147، حدیث نمبر: 3425، ط: دار العلمیہ بیروت، لبنان)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

وہ محدثین کرامؒ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اسکی سند کو صحیح لکھا:

1) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ	(فتح الباری، ج:6، ص:352)	2) حضرت ملا علی قاریؒ	(مرقات، ج:2، ص:212)
3) حضرت علامہ ھیثمیؒ	(مجمع الزوائد، ج:8، ص:211)	4) حضرت علامہ مناویؒ	(فیض القدیر، ج:3، ص:184)
5) حضرت علامہ عزیزیؒ	(السراج المنیر، ج:2، ص:134)	6) حضرت علامہ قاضی شوکانیؒ	(نیل الاوطار ج3 ص264)
7) مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ	(بذل المجهود، ج:2، ص:117)	8) علامہ انور شاہ کشمیریؒ	(فیض الباری، ج:2، ص:64)
9) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ	(فتح الملھم، ج:1، ص:329)	10) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ	(فضائل درود، ص:18+34)

یہ آیت ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں آخر موت آنی ہے، قبر مبارک کی زندگی اس دنیا والی موت کے بعد ہے، وہ اس سے الگ ہے اسی لئے یہ آیت عقیدہ حیات النبی ﷺ کے خلاف نہیں ہے۔

اعتراض19: قرآن پاک میں ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ.(سورۃ الزمر،آیت:30)(اے نبی ﷺ آپ بھی فوت ہوں گے اور باقی لوگ بھی فوت ہوں گے) تو اس آیت کے مطابق حضورﷺ فوت ہوگئے، پھرتم فوت کو کیوں زندہ مانتے ہو؟

ج: اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی دنیامیں وفات پانے کا ذکر ہے جو ہم دیوبندی بھی مانتے ہیں۔ باقی قبر میں مردہ ہونا اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا۔اورنہ ہی آپﷺ سے لیکر 1957ءتک کسی صحابی رضی اللہ عنہ، تابعیؒ، تبع تابعیؒ، مجتہدؒ،فقیہؒ،محدثؒ،مفسرؒ،امامؒ نے اس سے یہ ثابت کیا کہ آپﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ نہیں،تو اگر اِس کا ثبوت ہے تو لے آؤ اور یہ قیامت تک ممکن نہیں اور نہ ہی یہ آیت قبر کی زندگی پر لاگو ہوسکتی ہے کیونکہ اس آیت میں تو قبر کا لفظ ہی نہیں ہے۔

اعتراض20: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِذَاالنُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (قیامت کے دن روح اور جسم کو ملایا جائے گا) پھر قبر میں زندہ کیسے ہوئے؟

ج: قرآن کریم کی یہ سورۃ التکویر،آیت:7 ہے،اس آیت مبارکہ میں صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کی روحوں کو ان کے جسموں میں داخل فرمائیں گے۔۔۔۔۔اور قبر والی زندگی تو روح اور جسم کے تعلق سے قائم ہے۔لہٰذا اس آیت سے عقیدہ حیات النبیﷺ کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔بے شک یہ آیت علماءِ دیوبند کے ایمان کا حصہ ہے۔

اعتراض21: اگر نبی کریمﷺ کو قبر میں زندہ مانیں تو حضور پاک ﷺ کی عمر سینکڑوں بلکہ ہزاروں برس بنتی ہے۔حالانکہ آپ لوگ بھی مانتے ہیں کہ حضور ﷺ کی عمر 63 سال تھی۔

ج: یقیناً حضورﷺ کی دنیاوالی عمر 63 سال تھی مگر قبر کی زندگی اس سے الگ ہے یہ دنیا کی زندگی میں شامل نہیں ہوسکتی۔جس طرح کوئی آدمی ماں کے پیٹ والی زندگی کو اپنی عمر کا حصہ نہیں مانتا۔یعنی ماں کے پیٹ والے 5 ماہ کوئی بھی اپنی زندگی میں شامل نہیں کرتا تو اسی طرح قبر کی زندگی دنیا کی زندگی میں شامل نہیں ہوتی۔آپﷺ کی دنیاوالی زندگی 63 سال ہے اسکا کوئی

منکر نہیں ہے۔

اعتراض22: قرآن پاک سورۃ یٰسین، آیت نمبر 26 میں ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شہید کو یوں فرمایا قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ کہ جنت میں داخل ہو جا۔

اب دیکھو! اس آیت سے تو پتہ چلتا ہے کہ شہید فوراً جنت میں چلا جاتا ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قِيْلَ کا لفظ اتارا ہے جس کا مطلب ہے کہ اسے کہہ دیا گیا جو کہ ماضی کا لفظ ہے گذشتہ زمانے کی بات ہے، تو اس کا مطلب ہوا کہ جنت میں داخل ہو چکا ہے پھر تم کیسے کہتے ہو کہ قبروں میں زندہ ہیں۔

ج:1) اہل السنّت والجماعت قرآن کریم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مفسرین قرآن جو کہ علم تفسیر میں ماہر ہوتے ہیں ان کی تشریح کے مطابق مانتے ہیں۔ مثلاً:

حضرت امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں:

وَقَالَ جَمَاعَةٌ: مَعْنَى "قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةُ" وَجَبَتْ لَكَ الْجَنَّةُ، فَهُوَ خَبَرٌ بِأَنَّهُ قَدِ اسْتَحَقَّ دُخُوْلَ الْجَنَّةِ: لِاَنَّ دُخُوْلَهَا يُسْتَحَقُّ بَعْدَ الْبَعْثِ.

(الجامع لاحكام القرآن ، تفسير القرطبي،سورة يٰسين آيت:26،ج:15،ص:19،ط:دارالكتب المصريه ،القاهره)

ترجمہ: قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ کہ جنت میں داخل ہو جا۔ مفسرین کی جماعت نے اس آیت کی تفسیر یوں بتائی ہے کہ شہادت کا رُتبہ پالینے کے بعد شہید جنت کے ٹھکانے کا مستحق بن جاتا ہے اور جنت میں داخلہ قبروں سے اُٹھنے کے بعد ہوگا۔

دیکھو اس تفسیر نے مسئلہ سمجھنا آسان کر دیا کہ جنت میں داخلہ قیامت کے دن قبروں سے اٹھنے کے بعد ہی ہوگا کیونکہ مومن کی قبر تو صرف جنت کا باغ ہوتی ہے یعنی جنت کی نعمتوں سے لذت حاصل کرنے کیلئے مومن کی قبر میں ایک جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے گویا وہ قبر جنت کی ایک برانچ (شاخ) بن جاتی ہے۔

ج:2) ہمارے نزدیک بھی شہید فوراً جنت میں چلا جاتا ہے یعنی اس کی قبر میں جنت کو پیش کیا جاتا ہے۔ (صحيح بخاری، كتاب الجنائز، باب ا لميت يعرض عليه مقعده بالغداة والعشی ،ج :1،ص: 184،ط: قديمی كراچی)

ج:3) یہاں سے مراد ہے کہ شہید کی روح جنت چلی جاتی ہے اور روح کا جسم سے تعلق ہوتا ہے۔

ج:4) ماضی کے لفظ سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ کام ہو چکا بلکہ قرآن پاک میں بہت سی جگہ قیامت کو ماضی کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے حالانکہ قیامت آگے آئے گی جس کا تعلق ماضی سے نہیں بلکہ مستقبل سے ہے۔ جیسے قرآن پاک میں ہے **وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ** (سورۃ یٰسین آیت 51) کہ قیامت تو آ چکی، صور پھونک دیا گیا۔ مگر اس کا مطلب مستقبل کا ہے کہ قیامت آئے گی اس لیے شہید کیلئے بھی مطلب یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن جنت میں داخل ہوگا۔ یہ اصول ہے کہ مستقبل کی یقینی بات کو ماضی کے الفاظ میں بیان کر دیا جاتا ہے۔

ج:5) جس طرح حدیث میں ہے: **عَنْ اَنَسٍ** رضی اللہ عنہ **قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ** صلی اللہ علیہ وسلم **مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.** (رواہ النسائی والطبرانی عن انس ومعاذ اخرجہ ابویعلی فی مسندہٖ ج7 ص209 رقم:4202)

(تنسیق النظام فی مسند الامام کتاب الایمان والاسلام، باب: بیان عدم کفر اہل الکبائر، ص29 ط: مکتبہ البشریٰ کراچی، ص11 ط: اسلامی کتب خانہ لاہور)

ترجمہ: جس نے کلمہ طیبہ **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه** کی گواہی دی (یعنی ایمان لایا) وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ تو کیا **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کہتے ہی بندہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک نہ ایک دن جنت میں جائے گا۔ تو اسی طرح شہید بھی قبر سے نکلنے کے بعد جنت جائے گا۔

اعتراض23: قبر سے مراد صرف اوپر عالم برزخ ہے زمین پر کوئی قبر نہیں ہے۔

ج: جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یار۔۔۔۔ قرآن پاک نے کئی آیات میں زمینی قبر کو قبر فرمایا ہے۔ مثلاً:

1) **وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ط** (اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا) (سورۃ توبہ، آیت:84)

نوٹ: اس آیت میں قبر سے مراد یہی زمینی گڑھا ہے نہ کہ سجین۔ کیونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن اُبی منافق کے جنازے کے بعد اسی زمینی قبر پر کھڑے تھے نہ کہ سجین میں۔

2) **وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ O** (سورۃ الحج، آیت:7)

ترجمہ: بے شک قیامت آنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ سب کو قبروں سے اٹھائے گا۔

3) **كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ.** (سورۃ الممتحنہ، آیت:13)

ترجمہ: وہ آخرت سے یوں مایوس ہو چکے جیسے کفار قبروں میں مدفون لوگوں سے مایوس ہیں۔

4) ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ. (پھر اُسے موت دی،اور قبر میں پہنچادیا) (سورۃ عبس،آیت:21)

5) وَاِذَاالْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ. (اور جب قبریں اُکھاڑ دی جائیں گی) (سورۃ الانفطار،آیت:4)

6) اَفَلَايَعْلَمُ اِذَابُعْثِرَ مَافِی الْقُبُوْرِ. (سورۃ العادیات،آیت:9)

ترجمہ: کیاوہ وقت اُسے معلوم نہیں ہے جب قبروں میں جو کچھ ہے،اُسے باہر بکھیر دیا جائے گا۔

7) حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ. (یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہنچ گئے) (سورۃ التکاثر،آیت:2)

نوٹ: اگر زمین پر قبریں نہیں ہیں تو پھر سارے مماتی زمین میں اپنے مردے مت دفنایا کریں بلکہ اپنے مردے بوری میں ڈال کر درختوں سے لٹکا دیا کریں۔اور قبرستانوں کی زمین کو زراعت کے لئے استعمال کریں ملکی وقومی فائدے میں اضافہ ہوگا۔

تنبیہ: مشکل کے خوف سے احادیث کو چھوڑ کر صرف آیات پیش کی گئی ہیں ورنہ احادیث میں جا بجا آپ ﷺ نے زمینی قبر کو قبر فرمایا ہے اور قبر ہوتی ہی زمین پر ہے آسمانوں پر کوئی قبر نہیں یہ مماتیوں کا اپنے پیٹ سے بنائے ہوئے مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے کہ قبریں آسمان پر ہیں دین اسلام میں قبرستان کے متعلق جتنے بھی احکامات آئے ہیں وہ سب اسی زمینی قبر کے بارے میں ہیں کہ قبر کو پختہ نہ بناؤ،قبر سے ٹیک نہ لگاؤ،قبر کے اوپر سے گزرو نہیں وغیرہ وغیرہ،اگر آسمان پر قبریں ہوتیں تو اس کے احکام بھی شریعت میں موجود ہوتے مگر ایسا ایک حکم بھی موجود نہیں ہے۔

ہم حیران ہیں کہ جب کوئی جاہل آدمی قبر پر سجدہ کرتا ہے تو اس وقت اہل حق علماء دیوبند اس کو منع کرتے ہیں کہ قبر پر سجدہ حرام ہے مماتی بھی یہی بات کہتے ہیں کہ قبر پر سجدہ نہیں کرنا چاہیے اور جب بات عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں آئے تو مماتی زمینی قبر کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں،حیرانگی ہے کہ مماتیوں کو آج تک اپنی قبر بھی پتہ نہ چل سکی۔

اگر قبریں آسمان پر ہوتیں تو پھر احادیث پاک میں قبر پر نہ گزرنے اور اس پر سجدہ نہ کرنے اور مزید یہ کہ پختہ نہ بنانے کے بارے میں جو احکام آئے ہیں ان کا کیا مطلب ہوگا؟

آسمان پر ریت،بجری اور سیمنٹ کے ٹرک جاتے تو کسی نے آج تک نہیں دیکھے۔

اعتراض20: قرآن پاک میں ہے اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی (آپ مردوں کونہیں سنا سکتے) پھر تم کیوں کہتے ہو کہ وہ سنتے ہیں۔

ج:1) یہ بات عام مردوں کی ہے انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً حضور ﷺ کی نہیں ہے۔

ج:2) اکثر قرآن پاک کی تفسیر والوں نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نہیں سنا سکتے اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ مردے نہیں سنتے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ جس طرح مردے کو سنا کر کوئی فائدہ نہیں دے سکتے تو اسی طرح کافر کو بھی ہدایت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ یہاں سے مراد مردے نہیں بلکہ مَوْتَۃُ الْقُلُوْبِ یعنی جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں وہ کافر مراد ہیں۔

اعتراض24: اگر تم سچے ہو تو اس دعوے پر کوئی ایک سنی مفسر کی تفسیر پیش کرو۔

ج: لو جناب مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالحق حقانی دہلویؒ تفسیرِ قرآن میں لکھتے ہیں:

ان آیات میں تو عدم سماع موتی (مردوں کے نہ سننے) کا اشارہ تک بھی نہیں اس لیے ان سے استدلال کرنا بے فائدہ بات ہے۔ (تفسیر فتح المنان المشہور بہ تفسیر حقانی، ج:3،ص:561، ط:اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی)

نوٹ: مماتیو! حضرت حقانیؒ کا بڑا نام لیتے ہو اُن کا یہ حوالہ بھی ذرا جگر تھام کے مانو......!

اعتراض25: قرآن مجید میں ہے: قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ (سورۃ مؤمن، آیت :11)

ترجمہ: وہ کہیں گے کہ ”اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دو مرتبہ موت دی، اور دو مرتبہ زندگی دی اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں تو کیا (ہمارے دوزخ سے) نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟“

اب تم علماء دیوبند سے ہمارا سوال یہ ہے کہ جب کلیہ دو موتیں اور دو زندگیاں ہیں ایک دنیا والی زندگی اور ایک قیامت والی زندگی اور ایک دنیا کی موت اور ایک پیدا ہونے سے پہلی والی موت، اگر قبر والی زندگی مانیں تو پھر تین زندگیاں بن جاتی ہیں اور یہ قرآن کے خلاف ہے۔

ج: قبر کی زندگی ماننا قرآن کے ہرگز خلاف نہیں ہے بلکہ قبر کی زندگی خود قرآن پاک سے ثابت ہے۔ جس طرح ماں کے پیٹ والی زندگی تیسری زندگی نہیں بلکہ دنیا کی زندگی کی ابتداء ہے اسی طرح قبر کی زندگی بھی آخرت کی زندگی کی ابتداء ہے کہ نہ ماں کے پیٹ کی زندگی قرآن

پاک کے مخالف ہے اور نہ قبر کی زندگی قرآن پاک کے مخالف ہے۔ قبر والی زندگی کوئی آخرت کی زندگی سے الگ نہیں ہے کہ یہ تیسری زندگی بن جائے۔

اعتراض 26: نبی ﷺ کی دنیاوالی زندگی مانتے ہو یا برزخ والی؟

ج: وفات کے بعد جو زندگی ملتی ہے اس کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے مثلاً حیات اُخروی، حیات قبری، حیات برزخی وغیرہ کیونکہ قبر کی زندگی بھی برزخ کا حصہ ہے۔ جن بزرگوں نے دنیاوالی حیات کی بات لکھی ہے تو اسکا مطلب صرف یہی ہے کہ آپ ﷺ کا دنیاوالا جسم مبارک اپنی قبر میں زندہ ہے آپ ﷺ کا کوئی نیا اور مزید جسم نہیں۔ جس طرح کچھ ناواقف لوگ صرف جسم مثالی کو زندہ مان کر آپ ﷺ کی قبر مبارک والی حیات کا انکار کر دیتے ہیں تو انکو جواب دینے کیلئے دنیاوی حیات کا لفظ بول دیا جاتا ہے جس سے یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ دنیاوالا جسم زندہ ہے ورنہ آپ ﷺ کی قبر اطہر برزخ کا حصہ ہے اور اس قبر میں آپ ﷺ برزخی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔

نوٹ: مماتی عام طور پر اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا بڑا نام لیتے ہیں لیکن زمینی قبر کو سیدہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا برزخ کا حصہ بتارہی ہیں۔ (تفسیر ام المومنین عائشہ الصدیقہؓ ص:383-382 سورۃ المومنون آیت:100،ط: تالیفات اشرفیہ ملتان)

مگر کبھی بھی مماتی سیدہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کو نہیں مانے گے کیونکہ مماتیوں کے نزدیک یہاں سیدہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات غلط ہے اور زمینی قبر برزخ کا حصہ نہیں ہے۔ نعوذ باللہ

اعتراض 27: قرآن کریم میں ہے حضرت عزیر علیہ السلام ایک بستی سے گزرے تو وہاں پر 100 سال تک فوت ہو گئے اور جب اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ اُٹھا کر پوچھا کہ کتنا عرصہ سوئے؟ تو عرض کیا: ایک دن یا آدھا دن۔ اگر نبی علیہ السلام قبر میں زندہ رہتے تو انہیں ضرور پتہ چلتا کہ 100 سال گزر گئے ہیں۔

ج: یہ واقعہ سورۃ البقرۃ آیت نمبر 259 میں موجود ہے مگر کہیں بھی یہ بات لکھی ہوئی نہیں کہ اس بستی سے گزرنے والے یہ شخص حضرت عزیر علیہ السلام تھے اللہ تعالیٰ نے اس قصہ میں حضرت عزیر علیہ السلام کا نام تک نہیں لیا اور رسول اللہ ﷺ کے تمام فرامین میں گزرنے والے شخص کا نام

موجود نہیں بلکہ قرآن پاک نے اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ کا لفظ فرمایا ہے جس کا ترجمہ ہے ایک شخص گزرا یعنی اللہ تعالیٰ نے نام ذکر نہیں فرمایا جب قرآن اور حدیث نبوی ﷺ دونوں اس بارے میں خاموش ہیں تو مماتی کس دلیل سے حضرت عزیر علیہ السلام کا نام لیتے ہیں؟

اعتراض:28 بعض تفسیر والوں نے اسرائیلی روایت لکھی ہے کہ اس بستی سے گزرنے والے شخص کا نام حضرت عزیر علیہ السلام ہے۔

ج: جب تفسیر والوں نے اسرائیلی روایت (جو یہودیوں اور عیسائیوں سے معلوم ہوتو اسے اسرائیلی روایت کہتے ہیں) لکھی ہے تو مماتیوں نے اسے اللہ تعالیٰ کا کلام بنادیا۔ **نعوذ باللہ** جناب والہ جن تفسیر والوں نے لکھا ہے یقیناً وہ مختصر تفسیر ہیں۔ ان میں صرف ایک ایک قول ذکر کر دیا جاتا ہے اسی لئے مختصر تفسیر میں تفصیلی واقعات نہیں لکھے جاسکتے۔ کسی بات کی حقیقت تک پہنچنے کیلئے اسکی مکمل تفصیل کا معلوم ہونا ضروری ہے ورنہ بات کی تہہ تک پہنچنا مشکل ہوجاتا ہے، قرآن مجید کی تفصیلی تفاسیر میں یہ واقعہ مکمل موجود ہے۔ مثلاً: تفسیر روح المعانی جو 30 جلدوں میں علماء احناف کی سب سے بڑی تفسیر کی کتاب ہے۔ آیت کے اس مقام پر اس کو بھی مطالعہ کر لیا جائے تو بات کھل کر سامنے آجائے گی اور مسئلہ آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔ مفتی بغداد، مئولف تفسیر روح المعانی: حضرت علامہ محمود آلوسیؒ واضح لکھتے ہیں کہ اس بستی سے گذرنے والا شخص کون تھا؟ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کا نام لیے بغیر یہ واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ واقعہ کی تشریح کرنے والوں کے بیانات باہم مختلف ہیں۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ گزرنے والا شخص کافر تھا جو موت کے بعد زندگی ملنے کا منکر تھا (معاف کرنا پرانے زمانے کا کوئی پتھری مماتی ہوگا۔۔۔ از ناقل) تو اللہ تعالیٰ نے اسکو سو سال موت دے کر پھر زندہ کیا تا کہ پتہ چلے کہ موت کے بعد بھی حیات ملتی ہے۔ کچھ اور لوگوں کا بیان ہے کہ اس بستی سے گزرنے والا شخص فقط ایک مسلمان تھا یعنی نبی نہ تھا۔ مزید کچھ اور لوگوں کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک عام شخص تھا اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم کا عالم تھا وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: جب اس واقعہ میں گزرنے والے شخص کے متعلق اتنا زیادہ اختلاف ہے تو صرف

حضرت عزیر علیہ السلام کا نام لے کر عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا انکار کرنا بیوقوفی ہے۔

اعتراض:29 کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس واقعہ کی نسبت حضرت عزیر علیہ السلام کی طرف کرتے ہیں۔ان کے بارے میں آپ کا کیا جواب ہے؟

ج: جی ہاں! ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بات کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا بیان نہیں بتلایا بلکہ بطور اسرائیلی روایت ذکر کیا ہے اور اسرائیلی روایت کے بارے میں اصول ہے کہ جب شریعت محمدی کے خلاف ہو تو ہر گز اس پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔(علوم قرآن، ص:346، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی)

نوٹ: جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ اسرائیلی روایت بیان کی ہے وہ سب عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل تھے۔مثلاً: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے تو ان کا واقعہ حصہ آیات قرآنی آیت نمبر 3 کے زمرے میں گزر چکا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی قبر کی زندگی کے قائل ہیں۔ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اس اسرائیلی روایت کو بنیاد بنا کر حیات النبی ﷺ جیسے عشق و محبت والے عقیدہ سے منہ پھیر گئے تھے۔ **نعوذباللہ**

مزید وضاحت: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جس روایت میں اس بستی سے گزرنے والے شخص کا نام حضرت عزیر علیہ السلام بتایا گیا ہے ہمارے مطابق یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بولا گیا ہے۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات اس جھوٹ سے بَری ہے بعد میں آنے والے اہل باطل نے یہ روایت خود سے گھڑی ہے کیونکہ اسی روایت میں بہت سی غلط باتیں موجود ہیں۔مثلاً: سو سال کے عرصہ میں حضرت عزیر علیہ السلام کا جسم فنا ہو گیا تھا، آنکھیں ختم ہو گئی تھیں، ہڈیاں چور چور ہو کر راکھ ہو گئی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے انکا جسم دوبارہ بنایا۔یہ تمام الفاظ اس واقعہ کے جھوٹا ہونے کیلئے کافی ہیں کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے وفات کے بعد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا جسم صحیح سلامت رہتا ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے:

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کو مٹی نہیں کھاسکتی۔

(سنن ابی دائود، کتاب الصلوٰۃ، باب تفریع ابواب الجمعۃ، ج: 1، ص: 150، ط: ایچ ایم سعید کراچی. سنن نسائی، ج: 1، ص: 154، کتاب الصلاۃ، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی، سنن ابن ماجہ، ص: 118، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

اعتراض:29 اگر یہ ثابت ہوجائے کہ اس بستی سے گزرنے والے حضرت عزیر علیہ السلام تھے تو آپ کا کیا جواب ہوگا؟

ج: دلیل کی دنیا میں حضرت عزیر علیہ السلام کو یہاں سے گزرنے والا ثابت کرنا بہت مشکل کام ہے۔ اگر یہ ثابت ہوبھی جائے تو مماتیوں کیلئے بہت بڑی مصیبت کھڑی ہوجائے گی جس کا جواب مماتی ملت کے بس کی بات نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ سنن ابی داؤد میں یہ حدیث پاک موجود ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا وَمَا اَدْرِیْ اَعُزَیْرُ نَبِیٌّ هُوَ اَمْ لَا (ترجمہ) کہ مجھے نہیں معلوم کہ عزیر علیہ السلام نبی تھے یا نہیں؟

(سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب: التخییر بین الانبیاء، ج:2، ص:286، ط: ایچ ایم سعید کراچی)

اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے نیک بندے ضرور ہیں مگر نبی نہیں ہیں جب حضرت عزیر علیہ السلام نبی ہی نہیں تو پھر سو سال تک پتہ نہ چلنے سے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اعتراض:30 اگر حضرت عزیر علیہ السلام نبی ثابت ہوجائیں تو پھر آپ کا دعویٰ ٹوٹ جائے گا۔

ج: بالفرض اگر نبی بھی ثابت ہوجائیں تو بھی عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام پر کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے سو سال گزرنے کے بعد ان سے سوال کیا کہ تم کتنا عرصہ رہے؟ تو انکا جواب تھا ایک دن یا آدھا دن۔ اس بنیاد پر مماتی شور مچاتے ہیں کہ سو سال کے بجائے ایک دن یا آدھا دن کیوں کہا؟ اسکا بہترین جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کتنا عرصہ سوئے رہے مراد تھی کہ دنیا کے لحاظ سے کتنا عرصہ بنتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ایک دن یا آدھا دن، انکی مراد یہ تھی کہ آخرت کے دنوں کے حساب سے دنیا کے سو سال ایک دن یا آدھا دن ہی بنتے ہیں اسکی دلیل قرآن کریم میں یوں ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (اور یقین جانو کہ تمہارے رب کے ہاں کا ایک دن تمہارے حساب کے مطابق ایک ہزار سال کا ہوتا ہے) اس لحاظ سے دنیا کے سو سال آخرت کے دنوں کے مقابلے میں ایک دن یا آدھا دن ہی بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے حساب سے سوال فرمایا

جبکہ حضرت عزیر علیہ السلام نے آخرت کے دنوں کے حساب پر جواب دیا۔سوال بھی ٹھیک اور جواب بھی ٹھیک ہے۔لہٰذا حضرت عزیر علیہ السلام کے نبی ثابت ہو جانے پر بھی عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام میں فرق نہیں آتا۔

اعتراض:31 یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے حساب سے سوال فرمائیں اور حضرت عزیر علیہ السلام آخرت کے حساب سے جواب دیں؟

ج: نیند کو چھوٹی اور موت کو بڑی بہن کہا جاتا ہے۔ان دونوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ دونوں حالتوں میں جسم سے روح نکل جاتی ہے مگر تعلق باقی رہتا ہے۔حضرت عزیر علیہ السلام تازہ تازہ موت یعنی نیند سے اُٹھ کر آئے تھے اسی لئے آخرت کے حساب سے جواب دے دیا۔

نوٹ: صحیح بخاری میں ہے کہ سوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے: **اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا.** (اے اللہ میں تیرے نام پر مرتا یعنی سوتا ہوں اور تیرے نام پر زندہ یعنی نیند سے جاگ جاتا ہوں)اسی طرح نیند سے اُٹھنے پر یہ دعا پڑھی جائے: **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ.** (اے اللہ تیرا شکر ہے موت کے بعد یعنی نیند کے بعد تو نے زندہ کر دیا یعنی جگا دیا)(صحیح بخاری ،کتاب بدء الوحی حسب ترقیم فتح الباری ،ج:8،ص:88،ط:دارالشعیب القاھرہ مصر)

اسی لئے نینداور موت کا لفظ ایک دوسرے پر بولا جاتا ہے۔تبھی حضرت عزیر علیہ السلام نے دنیاوی نیند کے عرصہ کو آخرت کی زندگی کے مطابق سمجھ کر جواب دیا کہ ایک دن یا آدھا دن یہاں رہا۔

اعتراض:32 ہماری جماعت کا نام''مماتی''تو قرآن کریم میں موجود ہے: **قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.** یہ آیت ہماری جماعت کے حق پر ہونے کی دلیل ہے۔آپ لوگ''حیاتی''ہو اور اگر آپ حق پر ہوتے تو حیاتی کا لفظ بھی قرآن کریم میں موجود ہوتا حالانکہ حیاتی کا لفظ تو قرآن کریم میں موجود نہیں ہے۔

ج:1) آیت کا صحیح مطلب: یہ قرآن کریم میں سورۃ الانعام کی آیت نمبر:162 ہے۔ اس آیت میں حضور پاک ﷺ کی نماز ،قربانی ،زندگی اور موت کو بیان کر کے فرمایا جارہا ہے کہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہیں اس آیت سے مماتی فرقہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا قرآن

پاک تو 1400 سال پہلے نازل ہوا جبکہ مماتی 1957ء میں بنے ہیں۔

ج:2) اگر الفاظ پر ہی فیصلہ کرنا ہے تو حیاتی کا لفظ بھی قرآن کریم میں موجود ہے، آپ کو نظر نہیں آتا تو خیر ہے پریشانی کی کوئی بات نہیں، کسی چھوٹے مسلمان بچے سے کہہ دیں جو صرف 30 پارہ پڑھا ہوا ہو وہ آپ کو قرآن مجید کھول کر آیت دکھا دے گا جس میں حیاتی کا لفظ موجود ہے: **قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي** (سورۃ الفجر، آیت نمبر: 24)

ج:3) قرآن مجید میں صرف الفاظ ہی نہیں دیکھے جاتے بلکہ الفاظ کا مطلب بھی دیکھا جاتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو مروت قوم والے کہیں گے کہ قرآن کریم میں ہماری قوم کا نام بھی آیا ہوا ہے: **اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ**. (البقرۃ، آیت: 158) حالانکہ یہاں سے مراد مکہ المکرّمہ کی پہاڑی مراد ہے۔

ج:4) قرآن کریم میں فرعون، ہامان اور قارون کا نام بھی موجود ہے، پھر کیا وہ سارے سچے ہو جائیں گے؟ **وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰی بِاٰیَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِیْنٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُوْنَ**. (سورۃ المؤمن، آیت: 24،23) (ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں اور بڑی واضح دلیل دے کر فرعون، ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تھا) اب بتاؤ قرآن کریم میں ان ظالموں کے نام آنے سے کیا ان کا ظلم ختم ہو جائے گا؟ اور یہ سب کفار حق پر ثابت ہو جائیں گے؟

ج:5) قرآن کریم پڑھنے سے پہلے جسکا نام لے کر اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کی جاتی ہے:

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. (سورۃ النحل، آیت: 98)

ترجمہ: جب تم قرآن پڑھنے لگو تو پہلے شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

پھر تو شیطان کہنے لگے گا کہ میرا نام قرآن پڑھنے سے بھی پہلے لیا جاتا ہے تو میرے حق پر ہونے کی دلیل ہے۔ اس طرح بچوں والی حرکتوں سے تم لوگ اپنے فرقہ کو سچا ثابت نہیں کر سکتے۔

اعتراض:33 **اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن پاک میں پتھری کہا گیا ہے، اس لئے ہم مماتی لوگ بھی پتھری ہیں۔

ج:1) یہ قرآن کریم پر بہت بڑا الزام ہے۔ یہ آیت سورۃ فتح کی آیت نمبر: 29 کا ٹکڑا ہے۔ اس میں تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف فرماتے ہوئے یوں فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُکَّعاً سُجَّداً یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَاناً سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جولوگ انکے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کیلئے نرم دل ہیں آپ انہیں دیکھو گے کہ وہ کبھی رکوع میں ہیں اور کبھی سجدہ میں، اللہ کے فضل اور خوشنودی میں لگے ہوئے ہیں، انکی نشانیاں سجدے کے اثر سے انکے چہروں پر نمایاں ہیں۔

دیکھئے اس آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پتھری نہیں کہا گیا، یہ مماتیوں نے لنگڑا جھوٹ بولا ہے۔

ج:2) اگر یہ بے وقوفی مان لی جائے تو پھر یہ دلیل مماتیوں کے گلے میں فٹ ہوجائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے: اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں جبکہ مماتی لوگ قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلائل پڑھ لینے کے باوجود بھی اپنے من گھڑت عقیدہ پر ضدی اور سخت ہیں۔

ج:3) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پتھر کہنا انکی توہین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ. (سورة التحریم، آیت:6)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہونگے۔

اب دیکھئے اللہ تعالیٰ پتھروں کا بھی دوزخی ہونا فرما رہے ہیں اور مماتی بے چارے عقل سے پیدل مخلوق ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پتھر اور پتھری جیسا بُرا لقب دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس توہین سے اُمت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

اعتراضات حصہ احادیث

اعتراض 1: عقیدہ حیات النبی ﷺ کی احادیث ضعیف ہیں۔

ج: ہم اِن کی توجہ ایک اصول کی طرف کرانا چاہتے ہیں۔اگر اس علمی اصول کو سمجھ لیا جائے تو بات ضرور ٹھکانے لگ جائیگی ورنہ ضد، ہٹ دھرمی کا علاج آج تک دریافت نہ ہوسکا۔اول تو یہ سب احادیث صحیح ہیں ہرگز ضعیف نہیں، بالفرض اگر ضعیف بھی ہوتیں تو اُمت مسلمہ کا اجماع اُن کو صحیح بنادیتا ہے۔محدثین کرامؒ کے ہاں جو حدیث ضعیف ہواور پوری امت مسلمہ اس حدیث کو مان لے یعنی اجماع ہوجائے تو وہ ضعیف حدیث بھی صحیح بن جاتی ہے اگر چہ اس حدیث کی سند صحیح نہ ہو۔

نوٹ: وہ محدثین کرامؒ جنہوں نے اس اُصول کو اپنی کتب میں درج فرمایا ہے۔ چند کے اسمائے گرامی بمعہ حوالہ جاتِ کتب درج ذیل ہیں:

1) محقق علی الاطلاق شیخ الاسلام حضرت ابن ہمام الحنفیؒ

(فتح القدیر، کتاب الطلاق ،فصل ویقع الطلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا ، ج:3،ص:493،ط:دارالفکر بیروت لبنان)

2) شیخ الاسلام حضرت علامہ ابن القیم الحنبلیؒ

(اعلام الموقعین عن رب اللعالمین،کتاب عمر فی القضاء وشرحہ،باب:القول فی القیاس،فصل:کان اصحاب النبی ﷺ یجتھدون ویقیسون،ج: 1، ص: 155، ط: دارا لکتاب العلمیہ بیروت لبنان)

3) حضرت علامہ جلال الدین سیوطی الشافعیؒ

(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی،مقدمہ:النووی، انواع الحدیث،النوع الاول حد الصحیح،ج:1،ص:66،ط:دار طیبہ بیروت)

4) حضرت محمد بن العلامہ علی بن آدم الولویؒ

(شرح الفیة السیوطی اسعاف ذوی الوطربشرح نظم الدررفی علم الاثر، ج: 1، ص:212،ط:مکتبہ الغرباء الاثریہ المدینة المنورہ)

5) حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی الشافعیؒ

(الامصاح علی نکت ابن الصلاح، ج:1،ص:78،ط:الریاض سعودی عرب)

6) حضرت علامہ شمس الدین سخاوی الشافعیؒ

(فتح المغیث، بشرح الفیة الحدیث، تنبیهات ج:1،ص:350،ط: السنہ القاهرہ)

7) حضرت علامہ قاضی شوکانی الظاہریؒ

(نیل الاوطارمن احادیث سید الاخیار شرح منطقی الاخبار،کتاب الطهارة،باب: ماء البحر ،ج:1،ص:17،ط:دار الحدیث القاهرہ مصر)

8) مسند الہند علامہ حضرت شاہ ولی اللہ الحنفیؒ

(عقدالجیدفی احکام الاجتهاد والتقلید،فصل فی العامی ،ج: 1، ص:34، ط:المطبقهالسلفیه القاهرہ مصر)

9) حضرت علامہ ابن مرعی الشبرخیتیؒ ،عطیہ بن محمد سالم المالکیؒ

(شرح الاربعین للنوویه ،ج:2،ص:6،ط:مکتبة السنہ القاهرہ مصر)

10) المحدث الناقد حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی الحنفیؒ

(قواعدفی علوم الحدیث،ص :62، اعلاء السنن، کتاب الحج،ابواب الزیارۃ، ج: 10، ص:496،ط:ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

اعتراض2: ہم مماتی حضورﷺ کی حیات کے قائل ہیں مگرانکو جنت میں زندہ مانتے ہیں اورتم لوگ زمین میں زندہ مانتے ہو۔لہٰذاہمارا عقیدہ آپ (دیوبندیوں) سے اچھا ہے۔

ج) یہ مماتیوں کاایک فریب ہے وہ کوئی آیت نہیں مانتے جب پھنستے ہیں توایسابہانہ بناتے ہیں۔علماءدیوبند کہتے ہیں کہ روضہ اقدس جنت کاٹکڑا ہے لہذ ازمین میں زندہ ماننے والی بات صحیح نہیں ہے بلکہ زمین میں جس جگہ آپ ﷺ موجود ہیں وہ جنت سے بھی افضل ہے۔مماتیوں کا عقیدہ علماءدیوبند سے کبھی اچھا نہیں ہوسکتا کیونکہ مماتی آپ ﷺ کی روح مبارک کو جنت میں مان کرجسم کوقبر میں مردہ سمجھتے ہیں جبکہ علماء دیوبند روح مبارک کو جنت میں زندہ مان کرآپ ﷺ کواس کے تعلق سے قبر مبارک میں زندہ مانتے ہیں۔اہل حق علماء دیوبند کا یہ نظریہ ہے کہ جنت کوآپ ﷺ کے قدموں میں لاکر بچھادیا گیا ہے۔آپ ﷺ کی روح اورجسم مبارک دونوں زندہ ہیں لہٰذاعلماءدیوبند کاعقیدہ بہت بہتر، بہت افضل، بہت اچھا ہے۔ **الحمد للہ**

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِک رضی اللہ عنہ **اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ**ﷺ **قَالَ اَتَیْتُ وَفِیْ رِوَایَۃِ ھَدَّابٍ مَرَرْتُ عَلٰی مُوسٰی لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عِنْدَالْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِوَھُوَقَائِمٌ یُّصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ.** (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل موسٰیعلیہ السلام ،ج: 2،ص:268،ط:قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ فرمایا جس رات مجھے معراج کا سفر کرایا گیاتو میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کوسرخ ٹیلے کے قریب اُن کی قبر میں کھڑے ہوکرنماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

نوٹ: حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں اوراس صحیح حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ وفات کے بعداللہ تعالیٰ نے ان کوقبر مبارک میں زندگی عطافرمائی ہے۔

اعتراض:3 آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر آپ ﷺ بیت المقدس گئے تو وہاں بھی ان کو دیکھا پھر آپ ﷺ آسمانوں پر گئے تو آسمانوں پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک ذات ہے وہ 3 جگہوں پر کیسے موجود ہوئے؟

ج: حضور اقدس ﷺ بھی تو 3 جگہوں پر تھے وہ کیسے تھے؟ اور انہیں 3 جگہوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کر رہے تھے اور ان کو دیکھ رہے تھے؟

جس طرح حضور اقدس ﷺ کو لے جایا گیا پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر پھر بیت المقدس میں اور پھر آسمانوں پر، ایسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ لے گئے اور ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک ایک جگہ سے یوں ہی گزارا جیسے حضور پاک ﷺ کو گزارا گیا۔

اعتراض:4 پھر تو دونوں نبیوں کو معراج ہوئی؟

ج: جی ہاں! معراج تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو نصیب ہوئی مگر حضور اقدس ﷺ کا رتبہ بلند ہے اس لئے ان کو عرش معلیٰ تک لے جایا گیا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے مقام یعنی چوتھے آسمان تک لے جایا گیا۔ بیت المقدس، مسجد اقصیٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور پاک ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا مقتدی بنانے کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کو وہاں پر جمع کر دیا تھا۔

اعتراض:5 جب انبیاء کرام علیہم السلام آسمانوں پر گئے تو پھر قبروں میں کیسے زندہ ہوئے؟

ج: جناب من آپ کی سمجھ کا قصور ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنی صحیح حدیث میں اعلان فرمادیا: ''حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔''

(مسندابی یعلیٰ، ج:6،ص:147، حدیث نمبر:3425،ط: دار العلمیه بیروت، لبنان)

انبیاء کرام علیہم السلام بیت المقدس اور آسمانوں پر آپ ﷺ کے استقبال کیلئے تشریف لے گئے تھے جس طرح حضور اقدس ﷺ معراج کے سفر سے واپس تشریف لے آئے اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام اپنے مقام پر پہنچ گئے۔ ان انبیاء کرام علیہم السلام کو ہمیشہ کیلئے آسمانوں پر نہیں بٹھایا گیا۔

اعتراض:6 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو قبر میں نماز پڑھی تھی وہ اوپر آسمان والی قبر تھی نہ کہ زمین

والی یعنی صرف روح کی نماز مراد ہے۔

ج:1) یہ بات بھی جھوٹ ہے کہ وہ آسمانی قبر تھی آسمان پر کوئی قبر نہیں بلکہ قبریں زمین پر ہوتی ہیں۔آسمان پر قبرستان نہیں ہوا کرتے۔

ج:2) جس حدیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبر میں نماز پڑھی اور حضورﷺ نے انکو دیکھا تو اسی حدیث میں حضورﷺ کے کچھ الفاظ یوں ہیں **عِنۡدَ الۡکَثِیۡبِ الۡاَحۡمَرِ**

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل موسیٰ علیہ السلام، ج:2،ص:268،ط:قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک سرخ ٹیلے کے قریب ہے۔

حضور پاکﷺ کے اس ارشاد سے یہ بات کُھل کر سامنے آگئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک زمین پر واقع ہے کیونکہ ٹیلے زمین پر ہوتے ہیں آسمانوں پر مٹی کے ٹیلوں کا موجود ہونا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔اس حدیث پاک کو سمجھ لینے کے بعد مماتیوں کے جھوٹ کو سمجھنا مشکل نہیں رہتا۔اللہ تعالیٰ ہمیں دین میں جھوٹ کو داخل کرنے والی لعنت سے بچائے۔

ج:3) اس حدیث پاک کے لفظ ہیں لَیۡلَۃَ اُسۡرِیَ بِیۡ کہ یہ واقعہ اسراء کا ہے اور اسراء معراج کی رات زمینی سفر کو کہا جاتا ہے یعنی اس رات 2 قسم کے سفر ہوئے ہیں 1)سفرِ اسراء 2)سفرِ معراج،اسراء زمینی سفر جو کہ مکہ مکرمہ سے فلسطین بیت المقدس تک تھا اور معراج بیت المقدس سے آسمانوں تک کا سفر کہلاتا ہے۔

اگر یہ آسمانی واقعہ ہوتا تو لَیۡلَۃَ اُعۡرِجَ بِیۡ فرمایا جاتا کہ آسمانی سفر کی بات ہے مگر ایسا نہیں فرمایا گیا۔تو پتہ چلا کہ یہ زمین پر قبر مبارک کی بات ہے۔

اعتراض:7 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو قبر میں نماز پڑھی ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔

ج: نہیں جناب حضورﷺ نے قبر کے اندر دیکھ لیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں یہ معجزہ حضورﷺ کا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا معجزہ نہیں وہ پیغمبر کی عبادت ہے۔

اعتراض:8 انبیاء کرام علیہم السلام نے حضورﷺ کے پیچھے جو نماز پڑھی تھی،وہ نماز انکی روحوں نے ادا کی تھی انکے اجسام نماز میں شریک نہیں تھے۔

ج: اگر روحوں نے نماز پڑھی ہے تو پھر تو حضور ﷺ امام ارواح انبیاء علیہم السلام ہوئے یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کے امام بنے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے امام نہیں بنے حالانکہ آپ ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام کے امام ہیں تو انکے روح اور جسم دونوں کے امام ہیں اسکی دلیل کیلئے اکابرین اُمت مسلمہ کے نظریات وتشریحات کو دیکھ لو:

1) حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ نے فرمایا:

وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ یہ اللہ تعالیٰ پر مشکل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو حضور ﷺ کے پیچھے جمع فرما دیا۔ (سیرت المصطفیٰ، ج:1، باب: پنجم، فصل:2، ص:205، ط: المیزان لاہور)

2) حضرت علامہ مُلّا علی قاریؒ نے فرمایا:

فَاِنَّ حَقِیْقَةَ الصَّلٰوةِ وَهِیَ الْاِتْیَانُ بِالْاَفْعَالِ الْمُخْتَلِفَةِ اِنَّمَا تَکُوْنُ لِلْاَشْبَاحِ لَا لِلْاَرْوَاحِ.

(مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب الفضائل، باب في المعراج، رقم الحديث: 5866، ج:9، ص: 3774، دار الفكر بيروت لبنان)

ترجمہ: انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں نے کیا نماز پڑھی تھی؟ بلکہ حقیقی طور پر نماز تو انسان کا جسم پڑھتا ہے کیونکہ نماز کے اندر مختلف کام ہیں جو نمازی کے جسم کے ساتھ خاص ہیں۔

بیت المقدس میں تو انبیاء کرام علیہم السلام روح مع الجسد موجود تھے۔لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام نے خود نماز ادا کی ہے اور یہ بات صحیح نہیں کہ صرف انکی روحیں نماز ادا کررہی تھیں۔

اعتراض:9 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو اپنی قبر میں نماز پڑھی اور حضور اقدس ﷺ نے دیکھ لیا وہ تو چھوٹی سی قبر تھی اس میں کیسے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے؟ یہ بات سمجھ سے باہر ہے۔

ج: یہ بات بالکل سمجھ میں آنے والی ہے ہم آپ کو سمجھانے کیلئے اس اعتراض کے کئی جوابات دیتے ہیں تاکہ آپ کو سمجھنے میں مشکل پیش نہ آئے۔

1) مماتیوں کے پاس اس قبر مبارک کے چھوٹا ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اگر مماتی کہیں کہ ہمیں نظر یہی آتا ہے کہ چھوٹی سی قبر ہے تو ہم کہیں گے پھر تم اپنی نظر کا دیکھنا ایمان سمجھ بیٹھے ہو حالانکہ ہر موقع پر جو نظر آئے وہی چیز ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مثلاً: کندھے ہمیں خالی نظر آتے ہیں حالانکہ اس پر فرشتے موجود ہیں لیکن ہمیں بظاہر خالی لگتے ہیں۔تم کہتے ہو یہ قبر چھوٹی سی ہے،

تمہیں نظر چھوٹی سی آتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے چھوٹی سی نہیں ہے جسمیں نماز پڑھ رہے تھے

2) ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جو فرمایا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل موسیٰ علیہ السلام، ج:2،ص:268،ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

تو کیا حضور ﷺ نے جھوٹ بولا تھا؟ نعوذ باللہ آپ ﷺ سے جھوٹ کی امید ہی نہیں ہے، نبی سے تو غلطی ہو ہی نہیں سکتی۔ تو اس کا کیا جواب دو گے؟

3) مماتی کہتے ہیں کہ قبر بالکل چھوٹی سی ہوتی ہے حالانکہ قرآن کریم میں ہے:

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ. (سورۃ طٰہٰ، آیت :55)

ترجمہ: اسی زمین سے ہم نے آپ کو پیدا کیا تھا اور اسی زمین میں ہی ہم آپ کو واپس لے جائیں گے۔

قرآن کریم کی اس آیت کو حدیث شریف میں حضور پاک ﷺ نے یوں فرمایا ہے:

عَنۡ اَبِی هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنۡ مَّوۡلُوۡدٍ اِلَّا وَقَدۡ ذُرَّ عَلَيۡهِ مِنۡ تُرَابِ حُفۡرَتِهٖ. (الجامع لاحکام القرآن ،تفسیر القرطبی، ج:11،ص:210،ط:دار الکتاب المصریہ القاھرہ،مصر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس جگہ بندہ کی قبر بنتی ہے اسی جگہ سے اُس بندے کی مٹی اٹھا کر کے اُسے پیدا کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شان بتانے کیلئے الگ طور پر حدیث پاک میں دلائل موجود ہیں، اس بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عَنۡ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا مَعۡشَرَ الۡاَنۡبِيَاءِ تُنۡبَتُ اَجۡسَادُنَا عَلٰى اَرۡوَاحِ اَهۡلِ الۡجَنَّةِ.

(الخصائص الکبریٰ،باب:الآیة فی حفظه ﷺ من الاحتلام، ج:1،ص:120،ط:دار الکتاب العلمیه بیروت لبنان)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ جنت والی پاکیزہ مٹی سے پیدا کئے جاتے ہیں۔

تو پتہ چلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر جنت کا باغ ہے اسی لئے وہیں دفن ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان کا

جسم مبارک جنتی مٹی سے پیدا ہوا تھا اسی لئے جنتی زمین میں دفن ہوئے ہیں اور نبی پاک ﷺ کی قبر مبارک کو چھوٹی سی قبر سمجھنا جنت کے حالات سے ناواقفی ہے کیونکہ جنت چھوٹی نہیں ہوتی، جنت تو بہت بڑی ہوتی ہے۔ جنت کے رقبہ کی کشادگی کیلئے قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

(آل عمران، آیت:133)

ترجمہ: اور اپنے رب کی طرف سے مغفرت اور وہ جنت حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ جنت کی چوڑائی اتنی ہے کہ اس میں تمام آسمان اور زمین سما جائیں۔

اب بتائیں جنت تو زمین و آسمان سے بڑی ہے اور مماتیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر چھوٹی نظر آتی ہے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر چھوٹی نہیں ہے وہ تو جنت کا باغ ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ. (مسند ابی یعلیٰ، ج:6،ص:147، حدیث نمبر:3425،ط: دار العلمیہ بیروت، لبنان)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

وہ محدثین کرامؒ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اسکی سند کو صحیح لکھا:

1) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (فتح الباری، ج:6،ص:352) 2) حضرت ملا علی قاریؒ (مرقات، ج:2،ص:212)

3) حضرت علامہ ھیثمیؒ (مجمع الزوائد، ج:8،ص:211) 4) حضرت علامہ مناویؒ (فیض القدیر، ج:3،ص:184)

5) حضرت علامہ عزیزیؒ (السراج المنیر، ج:2،ص:134) 6) حضرت علامہ قاضی شوکانیؒ (نیل الاوطار ج3 ص264)

7) مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (بذل المجہود، ج:2،ص:117) 8) علامہ انور شاہ کشمیریؒ (فیض الباری، ج:2،ص:64)

9) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (فتح الملہم، ج:1،ص:329) 10) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ (فضائل درود، ص:18+34)

اعتراض 10: جس حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ کہ آپ فوت ہوں گے۔

ج:1) قرآن پاک کی سورۃ زمر آیت نمبر 30 میں ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ (اے نبی ﷺ آپ فوت ہونگے) یہ تو ہم مانتے ہیں کہ حضور ﷺ فوت ہوئے ہیں جو نبی ﷺ کی وفات نہ مانے وہ بے ایمان ہے لیکن جو حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں اس سے مراد وفات کے بعد قبر والی زندگی ہے لہٰذا یہ قرآن پاک کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ قرآنِ پاک نے دنیا میں وفات کی بات کی ہے جبکہ حدیث پاک قبر مبارک کی زندگی کی بات کرتی ہے تو یہ فرق ہو گیا جب دونوں کا مطلب جُدا جُدا ہے تو پھر آپس میں ایک دوسرے کے خلاف ہو جائیں ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ حدیث پاک کو قرآن کے خلاف بتانا کوئی دین کی خدمت نہیں۔

حدیث پاک تو قرآن پاک کی تشریح کا نام ہے اور قرآن کی تشریح قرآن کے خلاف ہو جائے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا مماتیوں کا حدیث پاک کو قرآن پاک کے خلاف کہنا انکی اپنی سمجھ کا قصور ہے

ج:2) قبر کی زندگی تو خود قرآن پاک سے ثابت ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (سورۃ ابراھیم، آیت نمبر: 27) کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں:

مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا، پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریباً 10 آیات میں اشارۃً اور رسول کریم ﷺ کی 70 احادیث متواترہ میں بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ مذکور ہے جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ (تفسیر معارف القرآن، ج:5،ص:248،ط:ادارۃ المعارف کراچی)

ج:3) **جوابی چیلنج** : یہ حدیث پاک قرآن کریم کے خلاف نہیں ہے قرآن کریم کے خلاف تو تب ہوتی جب قرآن کریم میں یہ موجود ہوتا کہ نبی پاک ﷺ اپنی قبر مبارک میں مردہ ہیں اور قرآن پاک میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے کہ جو نبی پاک ﷺ کو قبر میں مردہ بتائے اگر کوئی مماتی یہ آیت ڈھونڈ دے جس میں لکھا ہو کہ نبی پاک ﷺ قبر مبارک میں زندہ نہیں ہیں تو ہم اس آیت کے پیش کرنے والے شخص کو **1 کروڑ روپیہ** انعام دیں گے۔

حالانکہ قرآن کریم دنیا میں وفات پا جانے کا ذکر کرتا ہے جبکہ حدیث پاک قبر مبارک کے اندر والی زندگی کا ذکر کرتی ہے تو یہ دو الگ الگ چیزیں ہوئیں لہذا حدیث پاک کو قرآن پاک کے خلاف

کہنا ٹھیک نہیں ہے،صرف سینہ زوری ہے۔

تنبیہ: تمام سنی مفسرین عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔اگر آپ نے کسی سنی مفسر کو تلاش کرنا ہوتو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سورۃ ابراہیم آیت نمبر:27 **یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ.** کی تفسیر کھول کر دیکھ لیں وہ ضرور اس میں عقیدہ حیات قبر لکھیں گے۔

مماتی ٹولہ سُنی مفسرین کی تفسیریں اپنے من پسند مقامات پر مانتے ہیں یعنی جہاں پر یہ لوگوں کو دھوکے میں ڈال سکیں اور اس آیت پر آ کر تمام مفسرین کی تفسیر کا انکار کر دیتے ہیں تو اس کا صاف مطلب ہے کہ یہ لوگ قرآنی عقیدہ نہیں مانتے بلکہ اپنے پیٹ کی بات کو دین کے نام پر عوام میں گمراہی پھیلاتے ہیں۔

اعتراض 11: اگر انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں تو سانس نہیں گھٹتا کہ باہر نکل آئیں۔

ج: ماں کے پیٹ میں بچہ تقریباً 9 مہینے رہتا ہے اور حدیث پاک کے مطابق چوتھے مہینے اس میں روح پڑ جاتی ہے تو زندہ ہو جاتا ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْہِ الرُّوْحُ** (اللہ تعالیٰ اسکی ماں کے پیٹ میں چوتھے مہینے بچہ کے اندر روح ڈال دیتے ہیں)

(صحیح بخاری،کتاب بداء الخلق،باب ذکر الملائکہ، ج:1،ص:456،ط:قدیمی کراچی)

تو اب بچہ چوتھے مہینے باہر نکل آئے اس کی سانس نہیں گھٹتی؟ کیونکہ ماں کا پیٹ تو قبر سے بھی زیادہ چھوٹا ہے۔اب دوڑاؤ عقل۔۔۔۔جو جواب تمہارا ہوگا وہی جواب ہمارا ہوگا۔

اعتراض 12: بچہ تو اپنا وقت پورا ہونے پر پیٹ سے باہر آئے گا۔

ج: اسی طرح نبی کریم ﷺ بھی قیامت میں وقت پورا ہونے پر باہر تشریف لائیں گے۔

اعتراض 13: قرآن وحدیث پڑھ کر جواب دو،عقلی جواب مت دو۔

ج: تم بھی عقلی سوال نہ کرو۔اگر سوال عقلی ہوگا تو جواب بھی عقلی ہوگا۔اگر سوال میں تم

آیت پیش کرو گے تو ہم بھی جواب آیت پڑھ کر دیں گے۔

اعتراض14: حدیث پاک میں ہے نبی کریم ﷺ قبر میں نماز پڑھتے ہیں یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن پاک میں موت کے بعد عبادت کا ذکر نہیں ہے۔

ج: موت کے بعد عبادت قرآن پاک کے ہرگز خلاف نہیں ہے کیونکہ قرآن پاک میں مماتیوں کے انکار کا جواب اور وفات کے بعد عبادت کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً:

دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ . (سورة یونس ،آیت: 10)

ترجمہ: اُس (جنت میں داخلے کے وقت) یوں کہیں گے اے اللہ! تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے اور ایک دوسرے کو ملتے وقت جو لفظ وہ بولیں گے وہ سلام ہوگا، اور آخر میں یہ کہیں گے کہ تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

نوٹ: اس آیت میں بتا دیا گیا ہے کہ وفات کے بعد جنتی ایک دوسرے کو سلام کریں گے اور سلام کرنا نیکی ہے اور دوسری بات اس آیت سے سمجھ میں آتی ہے کہ جنتی لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے اور قرآن کریم کی آیات تلاوت کریں گے تو حمد بیان کرنا اور آیت تلاوت کرنا بھی نیکی ہے۔ یہ نیکیاں اور عبادتیں تو موت کے بعد بھی جاری رہیں گی۔

اعتراض15: قرآن میں سے صرف ایک ہی آیت ہے کوئی دوسری دلیل ہے تو پیش کرو۔

ج: ایمان والوں کیلئے تو خدائی فرمان کا اشارہ ہی کافی ہوتا ہے جنابِ والا۔

چلو ہم دوسری دلیل میں دو آیات مزید پیش کر دیتے ہیں:

i) **الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ**

(سورۃالزمر،آیت: 74)

ترجمہ: اور وہ (جنتی) کہیں گے کہ ”تمام تر شکر اللہ کا ہے جس نے ہم سے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا اور ہمیں اس سرزمین کا ایسا وارث بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنا ٹھکانہ بنالیں

ii) **وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ الَّذِىْ**

أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ o

(سورة الفاطر،آیت:34,35)

ترجمہ: جنتی کہیں گے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے ہم سے ہر غم کو دور کر دیا، بے شک ہمارا پروردگار بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔ جس نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں ہمیشہ رہنے والا گھر عطا فرمایا ہے جس میں نہ کوئی تکلیف ہے اور نہ ہی کوئی تھکاوٹ پیش آئے گی۔

اب غور کرو! جنتی جنت میں اللہ کی حمد وثناء بیان کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کر رہے ہیں یہ بھی تو موت کے بعد کی عبادات ہیں۔ تو جس طرح یہ ساری عبادتیں جو موت کے بعد ہو رہی ہیں قرآن پاک کے خلاف نہیں ہیں تو اسی طرح جس حدیث مبارک میں آیا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں، عبادت کرتے ہیں یہ بھی قرآن کے خلاف نہیں ہے۔

اعتراض:16 قرآن کریم کی آیت وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَأْتِیَکَ الْیَقِیْنُ اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ یَقِیْنُ سے مراد موت ہے۔ تو موت کے بعد عبادت نہ ہوئی اسی لئے ہم موت کے بعد عبادت نہیں مانتے۔

ج:1) تم لوگ مفسرین کی لکھی ہوئی اس تفسیر کو مانتے ہو؟ ہم حیران ہیں تمام مفسرین کرامؒ حضور پاک ﷺ کی وفات کے بعد حیات کے قائل ہیں اور قبر مبارک کے قریب سماع کے قائل ہیں آپ ان مفسرین کی لکھی ہوئی تفسیر مانتے ہو اور انکا عقیدہ نہیں مانتے، حیرانگی کا مقام ہے۔

ج:2) وفات کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز ادا فرماتے ہیں، یہ نمازیں بطور فرض نہیں پڑھتے بلکہ بطور نفل صرف عبادت کی لذت حاصل کرنے کیلئے پڑھی جاتی ہیں اور اسی طرح جنتی مسلمان بھی وہاں پر تلاوت وغیرہ مزہ اور راحت حاصل کرنے کیلئے کریں گے بے شک اللہ والوں کو عبادت کرنے میں سکون ملتا ہے۔ اس لئے یہ عبادت قرآن کریم کے ہرگز خلاف نہیں ہے بلکہ یہ تو قرآن کریم کی آیات کی مزید وضاحت ہے۔

تنبیہ: حضور پاک ﷺ قبر میں سکون حاصل کرنے کیلئے نماز پڑھتے ہیں اس کی دلیل حدیث پاک میں موجود ہے:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ.

(مستدرک حاکم ،کتاب النکاح، ج:2،ص450،رقم الحدیث:2676،قال الحاکمؒ والذھبیؒ صحیح علی شرطھما، ط:دارالعلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یعنی نماز ادا کر کے مجھے سکون ملتا ہے۔

اس دل کی خوشی حاصل کرنے کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز ادا فرماتے ہیں۔

اعتراض:17 وفات کے بعد کی عبادت کو ہماری عقل نہیں مانتی۔

ج: اگر مماتی وفات کے بعد عبادت نہیں مانتے تو میں ان سے پوچھتا ہوں پھر تو تم حضور پاک ﷺ کی صفت امام الانبیاء علیہم السلام ہونے کے انکاری بن گئے ہو حالانکہ حضور پاک ﷺ امام الانبیاء علیہم السلام ہیں۔حضور ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھائی ہے۔تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی اور تمہارے نزدیک تو وفات کے بعد عبادت ہے ہی نہیں۔ پھر تو وہ انبیاء کرام علیہم السلام حضور اقدس ﷺ کے مقتدی نہ بنے اور حضور ﷺ انکے امام نہ بنے کیونکہ جس کے پیچھے نماز میں کوئی مقتدی نہ ہوں تو وہ امام، امام نہیں رہتا تو تم مماتی لوگ دراصل حضور ﷺ کے امام الانبیاء علیہم السلام ہونے کے منکر ہو گئے اور اگر ایسی بات نہیں تو امام الانبیاء علیہم السلام ہونے کا صاف مطلب یہ ہے کہ پچھلے انبیاء کرام علیہم السلام آپ ﷺ کے مقتدی ہیں اگر وہ مقتدی ہیں تو موت کے بعد عبادت ثابت ہوگئی۔

اعتراض18: اگر انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں نماز پڑھتے ہیں تو وضو کہاں سے کرتے ہیں؟

ج:1) غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کو غسل دے کر قبر مبارک میں رکھا تھا۔تو وہ وضو آج تک برقرار ہے اور اسی وضو سے آج تک نمازیں پڑھتے ہیں۔تو حضور ﷺ کا وضو ثابت ہو گیا اب وضو کا ٹوٹنا تم دکھا دو، کرنا ہم دکھا دیں گے۔

ج:2) انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں جنت کا باغ ہوتی ہیں۔قرآن کریم میں ہے:

فِیْھَا اَنْھٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ (سورۃ محمد، آیت:15)

ترجمہ: جنت میں پانی کی نہریں ہیں اور انکا پانی کبھی خراب ہونے والا بھی نہیں۔

مماتیوں کو تو ایک وضو کی فکر پڑی ہوئی ہے جبکہ وہاں سے تو بار بار بھی وضو ہوسکتا ہے۔

ج:3 عام طور پر قبر میں مٹی ہوتی ہے اور مٹی کیلئے قرآن پاک میں ہے:

فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّباً (سورۃ المائدہ، آیت :6)

ترجمہ: جب پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کر لیا کرو۔

لہٰذا اِن قرآنی دلائل سے ثابت ہوا کہ مماتیوں کے وضو والے اعتراض کی کوئی وُقعت نہیں ہے۔

اعتراض19: زندہ آدمی کو نیند بھی تو آتی ہے اور نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

ج: حدیث پاک میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: **اِنَّ عَيْنَایَ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِیْ**

(صحیح بخاری ، کتاب التہجد،باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ، ج:1،ص:154،ط:قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا نیند میں میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل جاگتا ہے۔

اسی لئے نبی پاک ﷺ کے نیند کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی لیے اگر قبر مبارک میں آرام کرنے کے واسطے نیند بھی کریں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ جیسے دنیا میں نیند کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔

اعتراض:20 موت کے بعد عبادت کو ہم نہیں مان سکتے یہ صرف سینہ زوری ہے۔

ج: اگر موت کے بعد عبادت نہیں مانتے تو جتنے مماتیوں نے آج تک اپنے بچوں کو حافظ بنایا ہے ان سب کو کہہ دیں کہ قرآن پاک یاد کرنا چھوڑ دیں کیونکہ حدیث پاک میں آتا ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما **عَنِ النَّبِيِّ** ﷺ **قَالَ يُقَالُ يَعْنِیْ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِی الدُّنْيَافَاِنَّ مَنْزِلَتَکَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَأُبِهَا**

(جامع ترمذی، ابواب فضائل القرآن ،باب نمبر:13،ج:2،ص:119،ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حافظ قرآن کو حکم فرمائیں گے کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا جہاں تیری آخری آیت ہوگی وہی تیرا آخری درجہ ہوگا۔

حافظ قرآن آدمی جو اتنی زیادہ تلاوت کرے گا تو اس کا مطلب ہوا کہ موت کے بعد قرآن کریم

پڑھنا ثابت ہے، قرآن پاک پڑھنا عبادت ہے اور مماتی موت کے بعد عبادت کو نہیں مانتے پھر قرآن پاک حفظ کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

اعتراض 21: یہ حدیث پاک کہ ''انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں'' ہم نہیں مانتے کیونکہ بخاری و مسلم شریف جیسی بڑی کتابوں میں کیوں نہیں ہے؟ یہ اگر ایمان کا معیار ہوتی تو امام بخاریؒ وغیرہ اسے ضرور ذکر کرتے۔

ج:1) i) کیا آپ نے صحیح بخاری، ج:1، ص:178 اور صحیح مسلم، ج:2، ص:386 پر موجود حدیث **اَنَّهٗ يَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ** کہ مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ مان لی.....؟

ii) کیا آپ نے صحیح مسلم: ج:2، ص:268 پر موجود حدیث **وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ.** کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں۔ مان لی......؟

iii) کیا آپ نے صحیح بخاری، ج:2، ص:566 اور صحیح مسلم، ج:2، ص:387 پر موجود حدیث **مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ** کہ تم لوگ مردوں سے زیادہ نہیں سنتے مان لی ہے.....؟

iv) کیا آپ نے صحیح بخاری، کتاب المناقب، ج:1، ص:517 میں موجود حدیث: **وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُذِيْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ اَبَداً.** جس کا مطلب محدثین کرامؒ نے یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ قبر مبارک میں ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ مان لی ہے.....؟

v) کیا آپ نے ابوداؤد، ج:1، ص:279 پر موجود حدیث **مَا مِنْ اَحَدٍ يُّسَلِّمُ عَلَيَّ** الخ کہ میں محمد ﷺ (قبر میں) سلام سن کر جواب دوں گا۔ مان لی ہے.....؟

vi) کیا آپ نے ابن ماجہ، ص:119 کی عمدہ حدیث **اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزَقُ** کہ وفات کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم مبارک محفوظ ہیں اور اللہ کے نبی ﷺ رزق حاصل کرتے ہیں۔ مان لی ہے.....؟

vii) کیا آپ نے سنن النسائی، ج:1، ص:189 **يُبَلِّغُوْنِيْ مِنْ اُمَّتِي السَّلَامَ.** کہ فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود پہنچاتے ہیں۔ مان لی........؟

viii) کیا آپ نے جامع ترمذی، ابواب الزهد باب نمبر:26، ج:2، ص:73 میں موجود

حدیث اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ الرِّيَاضِ الْجَنَّةِ کہ مومن کی قبر جنت کا باغ ہے۔ مان لی ہے؟ اگر مان لی ہے تو جنت میں زندہ ہوتے ہیں مردہ نہیں پھر تو آپ پھنس جائیں گے اور آپ کا عقیدہ ہوا میں اُڑ جائے گا۔

ج:2) یہ بے وقوفانہ سوال ہے حدیث صحیح ہونی چاہیے جس کتاب میں بھی ہو اس کیلئے کسی خاص کتاب کی شرط لگانا غلط ہے۔ اگر آپ کا یہ دعویٰ مان لیا جائے تو پہلا کلمہ طیبہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه تو بخاری و مسلم تو در کنار پوری صحاح ستہ کی احادیث میں نہیں بلکہ ایک اور حدیث کی کتاب مستدرک حاکم میں موجود ہے۔ پھر اسے کیوں مانتے ہو؟

ج:3) محدثین کرامؒ کا نام لیتے وقت مماتیوں کو خیال کرنا چاہیے کیونکہ یہ سب عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔ اور آپ ﷺ کی قبر کے نزدیک سلام سننے کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ بات مماتی مولوی محمد حسین نیلوی نے خود لکھی ہے کہ شافعی، مالکی، حنبلی سب کے سب عقیدہ حیات النبی ﷺ اور سماع موتی کے قائل ہیں۔

(ندائے حق ،باب: فیض القدیر الحی فی رد خبر من صلی علی ،عنوان: ایك اهم سوال کا جواب ،ج:2،ص:85,84، ط:اشاعت اکیڈمی پشاور)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ **قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ **مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَقَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ بَعِیْدٍ اُعْلِمْتُهٗ.**

(جلاء الافهام فی فضل الصلاة والسلام علی محمد خیر الانام ، ص:92،ط:دار ابن جوزی الدمام)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میری قبر کے پاس درود پڑھے گا اُس کو میں خود سنوں گا اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھے گا تو وہ مجھے بتلایا جائے گا۔

وہ محدثین کرامؒ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اسکی سند کو صحیح لکھا:

1) امام ابوبکر البیہقیؒ (جزء حیات الانبیاءؑ ص:6) 2) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (فتح الباری، ج:6،ص:356)
3) علامہ شمس الدین السخاویؒ (القول البدیع ،ص:116) 4) حضرت ملا علی قاریؒ (مرقاۃ، ج:2،ص:10)
5) امام ابوالحسن علی بن محمد الکنانیؒ (تنزیہہ الشریعۃ ،ص:335) 6) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (فتح الملھم، ج:1،ص:330)
7) مولانا اشرف علی تھانویؒ (نشر الطیب ،ص:268) 8) مولانا ادریس کاندھلویؒ (سیرت المصطفیٰ، ج:3،ص:174)

9) مفتی محمد شفیع عثمانیؒ (جواہر الفقہ، ج:1،ص:517،ط:جدید) 10) شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ (فضائل درود،ص:19)

اعتراض 22: یہ حدیث کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک پر درود شریف پڑھو تو حضور پاک ﷺ خود سنتے ہیں یہ غلط ہے۔اور غلط ہونے کی وجہ یہ ہے اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے جس کا نام محمد بن مروان سُدّی صغیر ہے اور یہ ایک جھوٹا آدمی اور بعض کے نزدیک شیعہ تھا اس لیے اس کی حدیث نہیں مانی جاتی۔

ج: ہمارے نزدیک بھی سُدّی صغیر والی سند ٹھیک نہیں ہے بلکہ ہم بھی آپ کی طرح سُدّی صغیر کو جھوٹا مانتے ہیں لیکن یہ حدیث صرف سُدّی صغیر نہیں بتاتا بلکہ اہل السنّت کے امام حضرت ابوشیخؒ سے بھی روایت موجود ہے۔جن کا مکمل نام حافظ اصبہان ومسند زمان ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن حیان الانصاریؒ ہے۔انکی وفات آج سے تقریباً 1 ہزار سال پہلے 396ھ میں ہوئی۔علماء دیوبند حضرت امام ابوشیخؒ والی سند مانتے ہیں۔ہمیں سُدّی صغیر کی سند سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج:3، ص:105، ط:دارالعلمیہ بیروت،از:علامہ شمس الدین ذہبیؒ)

اعتراض 23: حضرت امام ابن تیمیہؒ، علامہ ابن عبدالہادیؒ،علامہ عقیلیؒ، علامہ ابن کثیرؒ، مولانا حسین علی الوانیؒ اور علامہ طاہر پٹنیؒ اور دوسرے علماء اس حدیث کو جھوٹا کہتے ہیں۔

ج: یہ سب علماء سُدّی صغیر والی سند کو غلط کہتے ہیں نہ کہ امام ابوشیخؒ والی کو۔ حالانکہ یہ سارے علماء عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔

نوٹ: عقیدہ حیات النبی ﷺ پر حدیث پاک سے تیسری دلیل کے عنوان سے صفحہ نمبر 30 پر آپ پڑھ آئے ہیں کہ بہت سے محدثین نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث بغیر کسی شک وشبہ کے صحیح ہے۔

اعتراض 24: اللہ تعالیٰ چاہے تو حضور پاک ﷺ قبر میں سنتے ہیں، ورنہ نہیں۔

ج:1) ''اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو'' یہ الفاظ عقیدہ ظاہر کرنے کیلئے نہیں بلکہ اپنا ارادہ ظاہر کرنے کیلئے بولے جاتے ہیں عقیدہ بتاتے وقت صرف عقیدہ بتایا جاتا۔

ج:2) یہ مماتیوں کا ایک فریب اور دھوکہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی چاہت کا سہارا لے کر حضور

پاک ﷺ کی حیات اور قبر کے قریب سلام کے سننے کا انکار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو سنتے ہیں یہ دراصل عقیدہ چھپانے والی بات ہے۔

جس طرح کوئی کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو حضور پاک ﷺ آخری نبی ہیں وہ یقیناً قادیانی ہوگا یا یوں کہے کہ اللہ چاہے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ اول ہیں، وہ یقیناً رافضی ہوگا۔ بالکل اسی طرح مماتی بھی اللہ تعالیٰ کی چاہت والی بات کر کے اپنا عقیدہ گول کر جاتے ہیں۔

اعتراض 25: ایک حدیث میں جو آتا ہے کہ دور والا درود پاک آپ ﷺ کی خدمت میں فرشتے لے جاتے ہیں۔ تو کتنی مدت میں حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں؟

ج: کندھوں پر جو فرشتے بیٹھے ہیں ہماری باتوں کو لکھ رہے ہیں یہ کتنی مدت میں ہماری باتوں کو آسمان پر پہنچا دیتے ہیں؟ جو جواب آپ کا وہی ہمارا۔

اعتراض 26: شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ نے اپنی کتاب احسن الکلام میں لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی روحیں آسمان پر ہیں۔

ج:1) جی ہاں! وفات کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کا مقام آسمان پر اعلیٰ علیین بلکہ اس سے بھی بلند رفیق الاعلیٰ ہے، بے شک انہیں روحوں کا اپنے جسموں سے تعلق ہے جس کی وجہ سے قبور مبارکہ میں زندگی حاصل ہے۔

ج:2) کیا شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ کی یہ ایک چھوٹی سی عبارت ہے یا انکی اور بھی اس مسئلہ پر کتابیں موجود ہیں؟ یقیناً موجود ہیں تو ان کتابوں میں شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ جو عقیدہ لکھا ہے اس کو دیکھ لیا جائے۔ مثلاً:

1) تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتیٰ فی البرزخ والقبور

2) سماع الموتیٰ الملقب باثبات السماع والشعور لجملة اهل القبور

3) الشهاب المبین علی من انکر الحق الثابت بالادلة والبراهین

4) المسلك المنصور فی رد الکتاب المسطور

جیسی کتابوں میں تو شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ نے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کو قرآن

وحدیث کے دلائل، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ، علماء احناف، علماء دیوبند سمیت پوری امت مسلمہ کے جید علماء کرام کے کتب سے دلائل لکھے ہیں۔ یہ حوالہ جات نظر کیوں نہیں آتے؟

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ کا تاریخی چیلنج

امام اہل السنّت والجماعت حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ علمائے دیوبند کی اجماعی دستاویز تسکین الصدور میں لکھتے ہیں، بلاخوفِ تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً **1374ھ** تک اہل السنّت والجماعت کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت ﷺ (اوراس طرح دیگر حضراتِ انبیاء علیہم السلام) کی روح مبارکہ کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ ﷺ عندالقبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب تفسیر وحدیث کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی علم الکلام کی ہو یا علم تصوّف وسلوک کی سیرت کی ہو یا تاریخ کی کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ ﷺ کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ ﷺ عندالقبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔

(تسکین الصدور، ص:290،مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

حقیقت یہ ہے کہ مماتی ٹولہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کی مخالفت اور علماء دیوبند کی توہین میں اتنے عقل ونظر سے فارغ ہوچکے ہیں کہ سورج کے سامنے دوپہر کی دھوپ میں کھڑے ہوکر لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ سورج کب نکلے گا؟ اللہ تعالیٰ ان سے محفوظ رکھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ **اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ** ﷺ **قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ**

(سنن ابی داؤد، کتاب المناسک ،باب زیارت القبور، ج: 1،ص: 279،ط:ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جیسے ہی کوئی شخص مجھے سلام کرے گا تو اللہ تعالیٰ میری توجہ لوٹا دیں گے اور میں اس کے سلام کا جواب دوں گا۔

وہ محدثین کرامؒ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اسکی سند کو صحیح لکھا:

1) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (فتح الباری، پ:3،ص:279) 2) علامہ زرقانیؒ (زرقانی شرح المواہب، ج:8،ص:308)

3) امام نوویؒ (کتاب الاذکار،ص:106) 4) حافظ ابن کثیرؒ (تفسیر ابن کثیر، ج:3،ص:514)

5) علامہ محمد الخانجی البوسنویؒ (ھامش حیات الانبیاء للبیہقیؒ،ص:6) 6) علامہ عزیزیؒ (السراج المنیر ، ج:3،ص:279)

7) امام ابن تیمیہؒ (فتاویٰ ابن تیمیہ، ج:4،ص:361) 8) علامہ سمہودیؒ (وفاء الوفا، ج:2،ص:403)

9) علامہ انور شاہ کشمیریؒ (عقیدۃ الاسلام،ص:52) 10) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (فتح الملہم ، ج:1،ص:330)

اعتراض:27 حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ ’’جب کوئی سلام کرے تو اس وقت میری روح لوٹا دی جائے گی تا کہ میں سلام کا جواب دوں‘‘ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ روح ہر سلام کے وقت حضور ﷺ میں داخل ہوتی ہے اور پھر حضور پاک ﷺ کے جسم سے نکل جاتی ہے۔

ج: اس حدیث کو سمجھنے کیلئے امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ یوں فرماتے ہیں:

لَیْسَ مَعْنَاہُ اَنَّہٗ یَرُدُّ رُوْحَہٗ اَیْ یَحْیٰی فِیْ قَبْرِہٖ بَلْ تَوَجَّہَ مِنْ ذَالِکَ الْجَانِبِ اِلٰی ھٰذَا الْجَانِبِ فَھُوَ ﷺ حَیٌّ فِیْ کِلْتَا الحَالَتَیْنِ لِمَعْنٰی اَنَّہٗ لَمْ یَطْرَأْ عَلَیْہِ التَّعَطُّلُ قَطُّ . (فیض الباری شرح صحیح البخاری، ج:2،ص:65، کتاب الصلوٰۃ، باب الصوت فی المساجد، ط:مکتبہ اشرفیہ کانسی روڈ ، کوئٹہ)

ترجمہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ سلام کے وقت حضور پاک ﷺ کی توجہ لوٹا دی جاتی ہے۔ روح لوٹانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ حضور پاک ﷺ کے جسم میں روح داخل ہوتی ہے اور پھر نکل جاتی ہے۔ حضور پاک ﷺ قبر مبارک میں اللہ کی رحمت میں مشغول ہوتے ہیں تو جیسے ہی کوئی امتی قبر پر سلام عرض کرتا ہے تو آپ ﷺ کی توجہ اس امتی کے سلام کی طرف لوٹا دی جاتی ہے تو پھر حضور پاک ﷺ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ سلام کرنے کے دوران حضور پاک ﷺ کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آتا، کوئی امتی حضور پاک ﷺ کو سلام کرے یا نہ کرے، حضور پاک ﷺ دونوں حالتوں میں قبر مبارک کے اندر زندہ ہیں۔

اعتراض:28 بہت سے آدمی حضور پاک ﷺ کو سلام کرتے ہیں تو کیا رسول اللہ ﷺ ایک ایک شخص کو **وَعَلَیْکُمُ السَّلَام ،وَعَلَیْکُمُ السَّلَام** یوں جواب دیتے ہونگے؟ اگر ایسا ہے پھر تو حضور پاک ﷺ کو بہت تکلیف ہوتی ہوگی کہ لاکھوں آدمی روز سلام پڑھتے ہیں۔

ج: اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور پاک ﷺ ایک ایک مسلمان کو الگ الگ جواب دیتے ہیں۔حضور پاک ﷺ ایک بار ہی جواب دیتے ہیں وہ سب کو کافی ہوجاتا ہے۔اسکی مثال یوں ہے کہ جیسے کوئی استاد کلاس میں داخل ہو اور تمام شاگرد اپنے استاد محترم کو سلام کریں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ تو استاد سب کو وَعَلَیْکُمُ السَّلَام ،وَعَلَیْکُمُ السَّلَام نہیں کہتا بلکہ ایک بار جواب دیتا ہے وَعَلَیْکُمُ السَّلَام تو پوری کلاس میں سب شاگردوں کے سلام کا جواب ہوجاتا ہے اسی طرح حضور پاک ﷺ ایک ہی مرتبہ سلام کا جواب دیتے ہیں اور سب سلاموں کا جواب ہوجاتا ہے۔

حضور پاک ﷺ کے شہادت پانے کے دلائل

حضور پاک ﷺ نے وفات سے چند لمحات پہلے فرمایا:

1) وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا **كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَقُوْلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ يَاعَائِشَةُ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِیْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ اَبْهُرِیْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ.**

(صحیح بخاری کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ج:2،ص:637،ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایام مرض الوفات میں فرمایا کہ جوزہریلا کھانا میں نے خیبر میں کھایا تھا اب میں اُس کھانے کی تکلیف محسوس کررہا ہوں پس یہ وقت میری کمر کی رگ کٹنے کا ہے۔

لٰہذا آپ ﷺ کی وفات کا سبب یہی زہر ہے اس لیے آپ ﷺ شہید بھی ہوئے۔

2) **عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ** رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ **قَالَ لَاَنْ اَحْلِفَ تِسْعًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قُتِلَ قَتْلًا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَحْلِفَ وَاحِدَةً اَنَّهٗ لَمْ يُقْتَلْ وَذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَهٗ نَبِيًّا وَّاتَّخَذَهٗ شَهِيْدًا.**

(مستدرک ، کتاب المغازی ، ج:3،ص:61,60،رقم الحدیث 4394/98،اقربہ الذہبیؒ،ط:دار العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نو دفعہ قسم اٹھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک دفعہ یہ قسم اُٹھاؤں (اور بات پکی کردوں) کہ رسول اللہ ﷺ (کسی کافر کے ہاتھوں تلوار کے ساتھ) قتل نہیں کیے گئے اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی بنایا ہے۔

اعتراض: 29 یہ اصول ہے کہ جو میدان جنگ کے اندر قتل کیا جائے وہ شہید ہے اور دیوبندی حضور پاک ﷺ کو شہید بھی کہتے ہیں حالانکہ حضور پاک ﷺ میدان جنگ میں قتل نہیں کئے گئے

ج:1) حضور پاک ﷺ کو بے شک میدان جنگ میں قتل نہیں کیا گیا لیکن حضور پاک ﷺ شہید ضرور ہیں علماء دیوبند کے پاس اس کے بہت سی احادیث کے دلائل موجود ہیں، مثلاً:

i) عظیم صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور پاک ﷺ کو شہید قرار دیا:

عَنْ عَبْدِاللّٰه ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ **قَالَ لِاَنْ اَحْلِفَ تِسْعًااَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ** ﷺ **قُتِلَ قَتْلاً اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَحْلِفَ وَاحِدَةً اَنَّهٗ لَمْ يُقْتَلْ وَذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَهٗ نَبِيًّا وَّ اتَّخَذَهٗ شَهِيْدًا.** (مستدرک حاکم، کتاب المغازی والسرایا،، ج:3،ص61,60،رقم الحدیث: 4394/98،قال الحاکمؒ والذهبیؒ صحیح علی شرطهما، ،ط:دارالعلمیه بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نو دفعہ قسم اٹھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک دفعہ یہ قسم اُٹھاؤں (اور بات پکی کردوں) کہ آپ ﷺ (کسی کافر کے ہاتھوں تلوار کے ساتھ) قتل نہیں کیے گئے اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی بنایا ہے۔

ii) حضور پاک ﷺ نے شہداء کی بہت سی قسمیں بیان فرمائی ہیں:

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ **قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ **اَلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ اَلْمَعْطُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدَمِ وَالشَّهِيْدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.**

(صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب الشهداء ،ج:2،ص:142،ط:قدیمی کتب خانه کراچی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہداء کرام کی 5 قسمیں بیان فرمائی ہیں:

1) طاعون کی بیماری میں فوت ہونے والا　2) پیٹ کی بیماری میں فوت ہونے والا

3) پانی میں ڈوب کر فوت ہونے والا　4) دیوار کے نیچے آ کر فوت ہونے والا

5) میدان جنگ میں قتل ہونے والا　یہ سب لوگ شہداء میں شامل ہیں۔

iii) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاتَعُدُّوْنَ الشَّهِیْدَ فِیْکُمْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ قَالَ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَقَلِیْلٌ قَالُوْا فَمَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ مَّاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ مَّاتَ فِی الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ مَّاتَ فِی الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِیْدٌ .　(صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب الشهداء ، ج:2،ص:143-142،ط:قدیمی کتب خانه کراچی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ہم سے پوچھا کہ تم لوگ شہید کسے سمجھتے ہو؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو میدان جنگ میں قتل ہو وہ شہید ہے تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو میری امت کے شہداء بہت کم ہونگے۔ ہم نے عرض کیا پھر اور کون کون سے شہید ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا:

1) میدان جنگ میں قتل ہونے والا　2) میدان جنگ میں فوت ہونے والا

3) طاعون کی بیماری میں فوت ہونے والا　4) پیٹ کی بیماری میں فوت ہونے والا

تشریح: حضرت امام نووی فرماتے ہیں محدثین کرام نے حضور پاک ﷺ کی اس حدیث مبارک کا مطلب یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو انکی موت والی سختی کی وجہ سے شہداء میں شامل فرما دیا ہے بے شک یہ لوگ میدان جنگ میں قتل نہیں ہوئے پھر بھی شہید ہیں اور آخرت میں ان کو شہداء کرام کی صف میں کھڑا کیا جائے گا لیکن ان کو دنیا کے اندر غسل بھی دیں گے اور کفن بھی دیں گے اسی لئے ان کو شہید اُخروی کہا جاتا ہے۔ (ورنہ میدان جنگ والے شہید کو غسل وکفن نہیں دیا جاتا)

(شرح النَّوَاوِی لصحیح مسلم، کتاب الامارة، باب الشهداء ، ج:2، ص:143-142،ط:قدیمی کتب خانه کراچی)

فقہ کی کتابوں میں میدان جنگ کے اندر قتل ہونے والے کو جو شہید لکھا گیا ہے اس سے مراد وہ شہید ہے جس آدمی کو اعزازی طور پر کفن اور غسل نہیں دیا جاتا بلکہ اسی خون آلودہ کپڑوں میں ہی دفن کیا جاتا ہے۔ حضور پاک ﷺ کو جو شہید کہا گیا ہے اس سے مراد اُخروی شہید ہے کہ آخرت کے لحاظ سے درجۂ شہادت پانے والے ہیں اور آپ ﷺ کو کافروں نے زہر دیا تھا جس کے 4 سال بعد حضور پاک ﷺ وفات پا گئے اور اسی زہر نے حضور پاک ﷺ کے پیٹ مبارک میں اثر کیا جس کی وجہ سے حضور پاک ﷺ کی وفات ہوئی میدان جنگ میں قتل نہیں ہوئے تبھی تو حضور پاک ﷺ کو وفات کے بعد غسل اور کفن دیا گیا اس سب کے باوجود حضور پاک ﷺ شہداء میں شامل ہیں۔

ج:2) حضور پاک ﷺ کو زہر نہ بھی دی جاتی پھر بھی حضور پاک ﷺ شہید شمار ہوتے۔

i) **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ** رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ **عَنِ النَّبِیِّ** ﷺ **قَالَ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْیٰ ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰ ثُمَّ اُقْتَلُ.** (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الجہاد من الایمان، ج:1، ص:10، ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ یوں دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ میں چاہتا ہوں کہ میں شہید کیا جاؤں اور مجھے پھر دنیا میں بھیج اور پھر شہادت کی موت عطا کر مجھے پھر دنیا میں بھیج اور پھر شہادت کی موت عطا کر۔

ii) **عَنْ اَنَسٍ** رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ **قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ **مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا اُعْطِیَهَا وَلَمْ تُصِبْهُ.** (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشہادۃ فی سبیل اللہ، ج:2، ص:141، ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو آدمی اخلاص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا مانگے اگر وہ قتل نہ بھی ہو پھر بھی شہید شمار ہوگا۔

iii) **عَنْ سَهْلِ ابْنِ حُنَیْفٍ** رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ **اَنَّ النَّبِیَّ** ﷺ **قَالَ مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ.**

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشہادۃ فی سبیل اللہ، ج:2، ص:141، ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو آدمی اخلاص

نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا مانگے اللہ تعالیٰ اسے شہادت کا رتبہ عطا فرمائیں گے اگرچہ بستر پر بھی فوت ہو جائے۔

بے شک حضور پاک ﷺ نے بھی یقیناً دل سے شہادت کی دعا مانگی تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو شہداء میں شامل فرما دیا ہے۔

اعتراض:30 حدیث ہے: لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَهُ اِلَّا اتِّبَاعِیْ (اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے) اس سے پتہ چلتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں ہیں۔

ج:1) یہ روایت ضعیف ہے اور اس روایت کی سند میں رافضی، شیعہ، کذاب اور حدیث پاک کے معاملے میں حضور پاک ﷺ پر جھوٹ بولنے والے راوی موجود ہیں جو کہ اس روایت کو بیان کرنے والے ہیں۔ مثلاً: اس روایت کی سند میں ایک راوی جابر بن یزید جُعفی ہے۔ محدثین کرامؒ نے اسے رافضی قرار دیا ہے۔

i) تہذیب الکمال میں ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے حافظ الحدیث شاگرد، حضرت امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ یہ ایک جھوٹا شخص تھا۔

ii) امام بخاری کے استاد حضرت امام حمیدیؒ فرماتے ہیں کہ جابر جعفی کا عقیدہ شیعوں والا تھا۔ اس کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ آسمان کے بادلوں میں چھپے ہوئے ہیں، قیامت سے پہلے دنیا میں واپس آئیں گے۔

iii) حضرت امام مسلمؒ نے جابر جعفی کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اپنی طرف سے جھوٹی حدیثیں لوگوں کو سناتا تھا۔ (مقدمہ صحیح مسلم، ص:15، ط:قدیمی کراچی، از: حضرت امام نوویؒ)

دوسرا راوی مجالد بن سعید ہے یہ بھی ضعیف راوی ہے، اسکو بھی محدثین کرامؒ نے ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔

i) تہذیب الکمال میں ہے حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ یہ ناقابل اعتبار شخص تھا۔

ii) حضرت امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ اس راوی کی محدثین کرامؒ کے ہاں کوئی اہمیت نہیں ہے۔

ج:2) یہ روایت مشکوٰۃ المصابیح میں موجود ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان ،باب:الاعتصام بالکتاب والسنہ ،ج:1، ص:30،ط:المیزان لاہور)

اگر یہ روایت صحیح بھی ثابت ہو جائے تب بھی عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے خلاف دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس کا مطلب اس روایت کے الفاظ میں موجود ہے **مَا وَسِعَهُ اِلَّا اتِّبَاعِی** کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور پاک ﷺ کی اتباع کرتے۔

کسی کی اتباع کرنا اسکی بات کو تسلیم کرنا اور اس پر عمل کرنا یہ دنیا میں موجود رہ کر ہو سکتا ہے، نہ کہ قبر میں جا کر۔۔۔۔۔خوب سمجھ لو۔

روایت کا صحیح مطلب: حضور پاک ﷺ فرمانا چاہ رہے ہیں کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں زمین کے اوپر زندہ موجود ہوتے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اپنی نبوت کے اعلان کرنے کا حکم ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی دعوت چھوڑ کر میرے تابع داروں میں شامل ہو جانا یہ حضور پاک ﷺ کی شان بیان ہو رہی ہے، عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا انکار بیان نہیں ہو رہا جیسا کہ مماتی بے چارے سمجھ بیٹھے ہیں۔اس روایت سے یہ مطلب ہرگز نہیں نکلتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں مردہ ہیں۔نعوذ باللہ بلکہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے دنیا کی زندگی ہی میں اتباع کرنے کی بات بتلائی جا رہی ہے۔

مختلف اعتراضات

اعتراض:1 اشاعت التوحید (فرقہ مماتیت) میں آنے کے بعد کوئی آدمی کبھی واپس نہیں جاتا کیونکہ اشاعت التوحید میں قرآنی مسائل بتائے جاتے ہیں۔

ج: یہ جھوٹا دعویٰ ہے، حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ جو اشاعت التوحید کے مرکزی جنرل سکرٹری تھے اور مولانا قاضی نور محمدؒ جو کہ اشاعت التوحید کے مرکزی صدر تھے۔ جب ان کو دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا قاری محمد طیبؒ نے مسئلہ سمجھایا اور مماتیوں کی غلطی کو واضح فرمایا اور ان 2 حضرات کے سامنے کھل کر سامنے آ گیا کہ ہم غلط ہیں تو انہوں نے قاری محمد طیب قاسمیؒ کے سامنے رُجوع، توبہ کا اعلان کیا جسکا واقعہ کچھ یوں ہے:

1957ء میں جب مماتی فرقہ وجود میں آیا، ابھی 5 سال ہی گزرے تھے کہ مماتیوں نے امت مسلمہ کے اتفاقی مسائل میں اختلاف پیدا کر کے عوام میں اس قدر اُچھال دیا کہ تقریباً پورے وطن عزیز ملک پاکستان کی زمین اس معاملہ میں گرم ہوگئی، گویا ہر چوک اور چوراہے پر جا کر مماتیوں نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار عوام میں پھیلانے کی کوششیں شروع کر دیں، اس دوران اکابرین علماء دیوبند کی طرف سے انہیں بار بار سمجھانے کی کوشش کی گئی کیونکہ علماء دیوبند کبھی نہیں چاہتے کہ فرقہ واریت عام ہو جائے مگر مماتی اپنی ضد پر اَڑے رہے۔ آخر کار اس

وقت دارالعلوم دیوبند کی سب سے بڑی شخصیت حجۃ الاسلام والمسلمین امام محمد قاسم نانوتویؒ کے علمی وارث اور انکے پوتے حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ ، مہتمم دارالعلوم دیوبند کو اس معاملے میں آنے کی دعوت دی گئی۔ حضرت قاری صاحبؒ ایک ماہ کے دورے پر پاکستان تشریف لائے ،فریقین کے مؤقف کو تفصیل اور تسلی سے سنا۔علماء دیوبند اور مماتیوں کے علماء کے پاس الگ الگ تشریف لے گئے آخر کار فریقین کے اتفاق سے عقیدہ حیات النبی ﷺ پر ایک تحریر مرتب کی گئی۔ وہ تحریر یہ تھی:

وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر اطہر) میں بتعلقِ روح حیات حاصل ہے اور اسی حیات کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والے کا صلاۃ وسلام سنتے ہیں۔

(ماہنامہ رسالہ تعلیم القرآن، ج:5 شمارہ:8، اگست 1962، ص:25,24، ط: دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی، قیمت فی شمارہ:8 آنے)

اس تحریر پر علماء دیوبند میں سے حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ اور حضرت مولانا علی جالندھریؒ نے اور مماتیوں میں سے انکی جماعت اشاعت التوحید کے صدر شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ اور جماعت کے جنرل سیکرٹری مولانا قاضی نور محمد صاحبؒ نے دستخط فرما کر دل وجان سے اسی عقیدہ کو قبول کیا پھر شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ نے اس عقیدہ کو اپنے مدرسہ سے شائع ہونے والے رسالہ میں شائع کر دیا۔ یہ عبارت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ اور قاضی نور محمد صاحبؒ کے رجوع کی تحریر شمار کی جاتی ہے۔ اکابرین علماء دیوبند نے انکے رُجوع کو قبول کیا اور انکو مسلک علماء دیوبند میں واپس آنے پر خوش آمدید کہا، مگر افسوس کہ باقی مماتیوں کی جماعت نے اپنے بڑوں کی بات کو نہ مانا اور عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار کرتے رہے جن میں سرفہرست مولوی عنایت اللہ شاہ گجراتی تھے گویا آج کل کے تمام مماتی شیخ القرآن کے رجوع سے منہ موڑ چکے ہیں اور گجراتی برادری کی طرح اپنی ضد پر قائم ہیں۔

اعتراض:2 شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ نے جو صلح کی تھی وہ اس طرح ہے جیسے حضور

اقدس ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار کے ساتھ معاہدہ کے صفحہ پر اپنا نام مبارک مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھوایا تھا پھراس پر کفار نے اعتراض کیا تو حضور اقدس ﷺ نے اس کو ختم کر کے مُحَمَّدُ ابُنُ عَبدِ اللّٰہِ لکھوادیا تھا۔ مُحَمَّدُ ابُنُ عَبدِ اللّٰہِ لکھے جانے کے بعد حضور اقدس ﷺ رسول اللہ ختم تو نہیں ہوگئے تھے، تو اسی طرح مولانا غلام اللہ خانؒ نے لکھ کر دیا تھا حضور اقدس ﷺ قبر میں زندہ ہیں اور قبر کے قریب سلام سنتے ہیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا وہ حضور اقدس ﷺ کو قبر میں زندہ مانتے تھے۔

ج: صلح حدیبیہ میں حضور اقدس ﷺ نے پہلے مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ پھر مُحَمَّدُ ابُنُ عَبدِ اللّٰہِ لکھوایا، یہ دونوں کلمات سچے ہیں۔ حضور پاک ﷺ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ یعنی اللہ کے رسول اور مُحَمَّدُ ابُنُ عَبدِ اللّٰہِ یعنی حضرت عبداللہ کے بیٹے بھی ہیں اور شیخ القرآنؒ کی صلح میں مماتی ایک بات کو سچا اور دوسری بات کو جھوٹا کہتے ہیں حالانکہ صلح حدیبیہ میں تو دونوں باتیں سچی تھیں لہٰذا اس بات پر صلح حدیبیہ والی مثال نہیں دی جا سکتی۔

اعتراض: 3 اگر قبر میں زندگی ہے تو دیوبندیوں کے مولویوں اور انکے شیخ الحدیثوں کو قبر میں ڈال دو پھر ہم دیکھتے ہیں یہ زندہ رہتے ہیں یا نہیں؟

ج: ہم کہتے ہیں ایسی باتیں کرنا چھوڑ دو پہلی بات یہ ہے کہ دنیا اور قبر کی زندگی الگ الگ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ دنیا والے بندے کو تم قبر کی زندگی میں پھینک کر دیکھنا چاہتے ہو کہ یہ کیسے زندہ رہتا ہے؟ اسکا آسان جواب یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں یہ بات موجود ہے کہ ماں کے پیٹ میں زندگی ہوتی ہے۔ یہ بات تم مماتی بھی مانتے ہو۔ تو اب ہم کہہ دیں گے کہ مماتیوں کے مولویوں کو ہم اٹھا کر انکی ماؤں کے پیٹوں میں واپس داخل کر دو تو کیا یہ بات مماتی لوگ برداشت کریں گے؟ پھر یہ تو اس طرح انکی والدہ کی زندگی بھی خطرہ میں پڑ جائے گی اور تم مماتی لوگ ماں کے پیٹ والی زندگی ماننے کے باوجود دوبارہ ماں کے اندر داخل ہونے کیلئے تیار نہیں ہو کیونکہ دنیا کی زندگی، ماں کے پیٹ کی زندگی سے الگ ہے تو اس طرح قبر والی زندگی بھی دنیا والی زندگی سے الگ ہے۔ قبر والی زندگی پر دنیا والی زندگی کی مثالیں فٹ نہیں ہوتیں۔

تنبیہ: محترم دوستو ہمارے جواب میں سخت الفاظ جوابی طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ جب مماتی ہمارے اکابرین کو توہین کا نشانہ بنائیں گے تو جواب کا حق ہم بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس سے جواب کی اجازت ملتی ہے:

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ (سورۃالنحل، آیت:126)

ترجمہ: اور اگر تم لوگ کسی پر ظلم کا بدلہ لو تو اتنا ہی لو جتنی زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی تھی۔

اس اجازت کی بنیاد پر ہم نے یہ جواب دیا ہے۔

اعتراض:4 المہند علی المفند کتاب کو آپ لوگ عقائد کی کتاب بتاتے ہو حالانکہ وہ علماء دیوبند کی طرف سے سعودی علماء کو لکھا جانے والا ایک خط ہے۔ پھر یہ عقیدہ کی کتاب کیسے بن گئی؟

ج: جناب من یہ چند عقائد تھے جن کو خط کا حصہ بنایا گیا تھا، سعودی علماء کو خط لکھنے کی اصل وجہ فاضل بریلوی احمد رضا خان کے جھوٹے الزام کی حقیقت بتانا تھی کہ فاضل بریلوی نے سعودی عرب جا کر وہاں کے علماء کے سامنے علماء دیوبند کی کتابوں سے عبارات نکال کر ان میں غلط باتیں ڈال کر پیش کیں اور الزام لگایا کہ یہ دیوبندی علماء کے عقیدے ہیں لہٰذا علماء دیوبند کافر ہیں۔ اس بات کی حقیقت جاننے کیلئے عربی علماء کرام نے علماء دیوبند سے 26 سوالوں پر مشتمل ایک وضاحت پوچھی جس کے جواب میں علماء دیوبند کے سرخیل حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے ایک وضاحتی خط تحریر فرمایا جس میں اُن 26 سوالات کے جوابات دیے اور پوچھے گئے تمام عقائد کی وضاحت قلم بند کی اور اس میں واضح لکھا علماء دیوبند کوئی گستاخِ رسول ﷺ نہیں، احمد رضا خان کی طرف سے علماء دیوبند پر جھوٹے الزامات لگائے گئے ہیں۔ اس خط پر دارالعلوم دیوبند کے تمام اکابرین نے تصدیقی دستخط فرمائے، جن میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ دیوبندی، حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علیؒ تھانوی، مفتی ہند مولانا کفایت اللہ دہلویؒ، دارالعلوم کے مفتی اعظم مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ وغیرہ شامل ہیں۔ سعودی عرب کے علماءِ کرام نے اس جواب کو پسند فرمایا اور علماء دیوبند کی تصدیق کی۔ پھر علماء دیوبند نے اس عقائد کے خط کو اور سعودی علماء کے جوابات کو ایک کتاب کی شکل میں شائع کر دیا۔ یوں فاضل

بریلوی احمد رضا خان کے جھوٹ سے دنیا واقف ہوگئی اور رضا خانی سازش دم توڑ گئی۔

بے شک اب اس کتاب کی حیثیت عقائد کی کتاب جیسی ہے۔ اب جو شخص بھی دیوبندی کہلاتا ہے وہ اس کتاب میں لکھے گئے تمام عقائد کو اپنا ایمان سمجھتا ہے۔

اعتراض:5 کچھ دیوبندی علماء نے لکھا ہے کہ قبر مبارک میں حضور پاک ﷺ کی زندگی دنیا کی سی ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: جن علماءِ کرام نے حیات دنیوی لکھا ہے ان کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں چلتی پھرتی حیات ہے بلکہ مطلب صرف ایک ہے کہ جو زندگی قبر میں حاصل ہے وہ روح کے تعلق سے دنیا والے جسم کے ساتھ ہے یعنی دنیا والا جسم زندہ ہے کوئی اور نیا جسم زندہ نہیں اور یہ بات درست ہے۔

اعتراض:6 مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے لکھا ہے کہ جو آدمی یہ کہے کہ حضور ﷺ خود سلام سنتے ہیں تو ایسا آدمی کافر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ مکمل مبوب، کتاب العقائد عنوان تشہد میں صیغۂ سلام کی تبدیلی ص:103، ط: ادارہ اسلامیات لاہور)

ج: یہ حضرت گنگوہیؒ کی آدھی بات ہے، پوری بیان کرو۔ یہاں تو وہ یہ فرما رہے ہیں کہ جو آدمی یہ کہے کہ تشہد (التحیات) والا سلام جو بندہ نماز میں پڑھتا ہے حضور ﷺ خود سنتے ہیں تو وہ کافر ہے کیونکہ وہ صرف خدا اور اس کے بندے کے درمیان معاملہ ہوتا ہے اور یہ بات ہم بھی مانتے ہیں اور مولانا گنگوہیؒ نے اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھا ہے کہ قبر والا سلام حضور ﷺ خود سنتے ہیں اب مماتی اگر حضرت گنگوہیؒ کی بات مانتے ہیں تو پوری تسلیم کریں۔

(فتاویٰ رشیدیہ کتاب الایمان والکفر عنوان زندوں کا مردوں سے مدد مانگنا ص:69، کتاب البدعات عنوان اہل قبور سے استعانت، ص:134، ط: ادارہ اسلامیات لاہور)

اعتراض:7 امداد المفتیین میں مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا ہے کہ یہ فتویٰ حضرت گنگوہی کا نہیں۔

ج: فتاویٰ رشیدیہ میں سماع عند القبر کے دو فتاویٰ مختلف مقامات میں موجود ہیں ایک جگہ یقیناً حضرت گنگوہیؒ کے دستخط نہیں ہیں، مگر دوسری جگہ خود حضرت گنگوہیؒ نے واضح اپنی قلم سے لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ اور مزید حضرت گنگوہیؒ اس پر دستخط فرماتے ہوئے یوں لکھتے ہیں: **اَلْجَوَابُ بِهٰذَاالتَّفْصِيْلُ صَحِيْحٌ** کہ یہ جواب (آپ ﷺ اپنی قبر میں سلام سنتے ہیں) اس تمام تفصیل کے ساتھ درست ہے۔

ہمارا پیش کردہ فتویٰ حضرت گنگوہیؒ کا ہی ہے مگر آج تک مماتی ٹولہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے

نوٹ: مماتیوں نے حضرت مفتی محمد شفیعؒ کو بطور استدلال پیش کیا ہے افسوس کہ حضرت مفتی صاحبؒ کا استدلال تو قبول ہے لیکن حضرت مفتی محمد شفیعؒ کا عقیدہ قبول نہیں، یعنی حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی کتب میں جا بجا عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ اور سماع عند القبر کو اپنا مسلک و عقیدہ بتایا ہے، ہم اب حضرت مفتی صاحب کے چند حوالہ جات پیش کیے دیتے ہیں۔

i) رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں آپ ﷺ کی وفات کا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو اس بناء پر آپ ﷺ کی ازواج کا وہ حال نہیں جو تمام شوہروں کی وفات پر انکی ازواج کا ہوتا ہے۔ (معارف القرآن، سورۃ احزاب، آیت: 53، ج: 7، ص: 203، ط: ادارۃ المعارف کراچی)

ii) البتہ روضہ اقدس ﷺ کے سامنے الفاظ خطاب کے ساتھ سلام پڑھنا سنت سے ثابت اور مستحب ہے۔ کیونکہ وہاں براہ راست حضور ﷺ کا سلام سننا اور جواب دینا روایات حدیث سے ثابت ہے۔ (جواہر الفقہ، ج: 1، ص: 516، ط: جدید مکتبہ دار العلوم کراچی)

iii) (درود پاک کی) مجلس میں حضور ﷺ کا تشریف لانا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں رسول کریم ﷺ پر بہتان ہے رسول کریم ﷺ نے اس امر کا فیصلہ خود ایک حدیث میں اس طرح فرمایا ہے: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَقَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ بَعِیدٍ اُعْلِمْتُہٗ یعنی جو شخص میری قبر کے پاس درود و سلام پڑھتا ہے۔ اسے میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے درود و سلام بھیجتا ہے وہ (فرشتوں کے ذریعے) مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ (جواہر الفقہ، ج: 1، ص: 517، ط: جدید مکتبہ دار العلوم کراچی)

اعتراض: 8 حضرت تھانویؒ اشرف الجواب میں فرماتے ہیں کہ زمینی گڑھا قبر نہیں ہے۔

ج: 1) حکیم الامت، مجدد الملت، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے یہ بات صرف ان لوگوں کیلئے لکھی ہے جو کہ آگ میں جل کر راکھ ہو جائیں یا پانی میں ڈوب کر مر جائے جبکہ حضور پاک ﷺ بِحَمْدِ اللّٰہِ نہ آگ میں جلے ہیں نہ پانی میں ڈوبے ہیں اسی لئے یہ عبارت عقیدہ حیات النبی ﷺ کے خلاف نہیں ہے۔

ج: 2) مماتی صرف زبان سے حضرت تھانویؒ کا نام لیتے ہیں ورنہ یہ لوگ حضرت تھانویؒ

کونعوذ باللہ گمراہ اور غلط سمجھتے ہیں۔مثلاً:

مماتی، پتھری مولوی سجاد بخاری نے حضرت تھانویؒ کی تقاریر، مواعظ اور کتب کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ تھانوی صاحبؒ کی کتابوں میں اصلاح وتطہیر (پاکیزگی ودرستگی) کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ان میں ضعیف، شاذ، منکر اور جھوٹی حدیثیں بے سروپا حکایتیں بے سند اور گمراہ کن کرامتیں موجود ہیں۔ (اقامۃ البرھان، ص:24، ط: کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی)

نوٹ: جولوگ حکیم الامت، مجدّد الملت، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو جھوٹی حدیثیں اور گمراہ کن باتیں کہنے والا بتائیں ایسے لوگ باقی علماء دیوبند کو کیسے سچا مسلمان مانتے ہونگے؟

اعتراض:9 دارالعلوم دیوبند میں نصف صدی تک مہتمم رہنے والے قاری محمد طیب قاسمیؒ نے مماتیوں کی کتابوں پر تصدیق لکھی ہے، مطلب کہ وہ ہماری تائید کرتے تھے۔

ج: قاری محمد طیب قاسمیؒ مماتیوں کی ہرگز تائید نہیں کرتے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ان تک تمہاری اصلیت نہیں پہنچی تھی اور جب وہ حقیقت کو بھانپ گئے تو انہیں کے کہنے پر شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ اور مولانا قاضی نور محمد صاحبؒ نے مماتی فرقہ سے علیحدگی کا اعلان کر کے توبہ تائب ہوگئے۔ قاری محمد طیب قاسمیؒ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی پاک قبروں میں زندہ ہیں قبور پر حاضر ہونے والوں کا صلوۃ وسلام سنتے ہیں یہ علماء کرام کا اجماعی مسئلہ ہے۔ علمائے دیوبند نے یہ عقیدہ قرآن وسنت سے پایا ہے۔ (کلمات طیبہ المعروف خطبات حکیم الاسلام، ج: 7، ص: 181، ط: ادارہ اسلامیات لاہور)

قاری محمد طیب قاسمیؒ کا عقیدہ حیات النبی ﷺ پر ایک مشہور شعر کچھ یوں ہے:

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیبؔ　　مزارِ اقدس ﷺ پہ جاکے اِک دن
سناؤں انکو میں حال دل کا　　کہوں میں ان سے سلام لے لو

(عاشقان رسول ﷺ، ص: 292، ط: عمر پبلیشرز اردو بازار لاہور، از: مولانا ثناء اللہ صاحب شجاع آبادی)

اعتراض:10 مولانا احمد سعید دہلویؒ نے لکھا ہے کہ مردے میں سننے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

ج: یہ سوال کرتے وقت مماتیوں کو شرم آنی چاہیے کہ مولانا دہلویؒ نے یہ بات حضور پاک ﷺ کیلئے نہیں بلکہ عام مردوں کیلئے لکھی تھی۔ حضور ﷺ کیلئے خود اپنی کتاب کشف الرحمٰن، ج:1، ص:592 سورۃ نمبر:3، سورۃ آل عمران، آیت نمبر:169 کی تفسیر میں لکھا ہے:

انبیاء کرام علیہم السلام قبر میں خود سلام سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔

تو یہاں بھی حضرتؒ کی بات کو ماننا چاہیے۔ عام مردہ کے معاملے میں حضرت دہلویؒ یاد ہیں تو یہاں کیوں بھول گئے؟

اعتراض: 11 فاتحہ کا صحیح طریقہ نامی کتاب پر حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی تصدیق موجود ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک پر سماع نہیں ہے۔

ج: یہ عبارت اس کتاب کی نہیں بلکہ اسکے کئی سال بعد شائع ہونے والے ضمیمہ کی ہے اور حضرت مدنیؒ کی تصدیق کتاب پر ہے نہ کہ ضمیمہ پر اور یہ ضمیمہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی وفات کے بارہ سال بعد لکھا گیا، جس سے اکابرین علماء دیوبند کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ بھی پچھلے فائروں کی طرح ایک مس فائر ہے۔

اعتراض:12 حضرت مفتی محمودؒ اشاعت التوحید کے عقیدہ کو پسند کرتے تھے۔

ج: مماتیوں نے حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے بارے میں غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ مفتی صاحب بھی پتھری تھے مگر مماتی ان کی تفصیلی عبارات کو پنج پیر مدرسہ میں لگی ٹوٹی کا پانی یا گجراتی کباب سمجھ کر ہضم کر گئے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مفتی صاحب بڑے احترام سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔

i) احادیث میں ثابت ہے کہ ہر مسلمان کی قبر پر سلام کرتے وقت بصیغہ خطاب سلام کیا جاوے۔ **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ** پھر قبر شریف پر صیغہ خطاب سے سلام کرنے سے کیا مانع ہے؟ جبکہ متعدد احادیث سے بھی یہ ثابت ہے کہ قبر شریف کے پاس صلوٰۃ وسلام کو حضور اکرم ﷺ خود سنتے ہیں

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَقَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ بَعِيدٍ اُعْلِمْتُهٗ۔

(فتاویٰ مفتی محمود، ج:1، کتاب العقائد،ص:353،ط:جمیعۃ پبلشرز لاہور)

ii) حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے علمائے دیوبند کی دوسری اجماعی دستاویز تسکین الصدور (جو کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر تمام منکرین حیات کے لئے زہر قاتل ہے) کو خود لکھوایا اور اس پر تصدیقی دستخط ثبت فرمائے۔ (تسکین الصدور،ص:36،ط: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

iii) عَبْدُلْ خَيْل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں آج بھی حضرت مفتی محمود صاحبؒ کی قبر موجود ہے اور اس پر واضح لکھا ہوا ہے ''مرقد محمود'' کہ مفتی محمودؒ کے سونے کی جگہ، وفات کے بعد مفتی صاحبؒ کی قبر کی تختی مماتیوں کی دھوکہ بازیوں کو تار تار کر رہی ہے۔

اعتراض:13 مولانا زکریاؒ نے لکھا ہے کہ مردے نہیں سنتے۔

ج: شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ نے عام مُردوں کی بات ہے نہ کہ حضور پاک ﷺ کے قبر مبارک تک میں سماع کی، مگر مماتیوں نے دھوکہ بازی سے اس عبارت کو آپ ﷺ پر لاگو کردیا، حالانکہ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ عقیدہ حیات النبی ﷺ اور سماع النبی ﷺ کے بڑے احترام سے قائل ہیں۔ فی الحال ان کے 2 حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

i) جو شخص حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر کے پاس کھڑے ہو کر درود پڑھے حضور اقدس ﷺ اس کو سنتے ہیں مَنْ صَلّٰى عَنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ نص صریح ہے۔

(مکاتیب شیخ الحدیثؒ،ص:505،ط:مکتبۃ الحرمین لاہور)

ii) سلیمان بن سحیمؒ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو لوگ آپکی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتے ہیں کیا آپ ﷺ کو اسکا پتہ چلتا ہے؟ تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا: ہاں میں ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں

(فضائل درود شریف،ص:38،فصل:2،حدیث:3،ط: کتب خانہ فیضی لاہور)

ضروری وضاحت: مماتی بظاہر عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والوں کی اچھی باتوں کی ہم تائید کرتے ہیں۔ مگر معاملہ اس کے برعکس ہے، مماتی فرقہ

کے موجودہ امیر مولوی طیب پنج پیری آف صوابی کی تصدیق سے ایک کتاب (تبلیغی جماعت اور ان کے بزرگ خصوصاً شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے کفر وشرک پر) شائع ہوئی بنام تحفۃ الاشاعت فی اصول التبلیغ والدعوۃ اوراس میں دوسرے مماتیوں نے بھی تبلیغی جماعت کو کھل کر تنقید کا نشانہ بنایا، جاہل اور کافر مشرک ہونے کے فتوے دیئے

اکابر علمائے دیوبند دعوت وتبلیغ اس کے طریقہ کار اور بطور نصاب لکھی جانے والی ان کتبِ فضائل کی ہمیشہ تائید فرمائی مگر کچھ حضرات اپنی بدقسمتی سے لوگوں کو اس دینی کام کے منافع سے محروم رکھنے کیلئے مختلف حیلے بہانوں سے ''دعوت وتبلیغ'' کے بانی حضرات اوراس کے نصاب کتبِ فضائل کو نشانہ تنقید بھی بناتے رہتے ہیں۔ان حضرات میں ایک نمایاں نام ''**اشاعت التوحید والسنہ**'' مماتی ٹولہ ہے۔انہی میں سے چند ذمہ دار مولویوں کی باتیں ملاحظہ کریں۔

i) مولوی احمد سعید ملتانی آنجہانی نے مسجد قصاباں میانوالی شہر میں تبلیغی جماعت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ کافر ہیں۔ (خس کم جہاں پاک،ص:69،ط:مرکز اشاعۃ التوحید والسنہ، لالہ موسیٰ گجرات 1998ء)

ii) مولوی خان بادشاہ شیخ الحدیث مفتی سردار صاحب کو چیلنج کرتے ہوئے لکھتا ہے''فضائل حج میں کافی خرافات اورواہیات ہیں اگر تجھ میں علمی غیرت ہوتو اس کو دلائل شرعیہ سے ثابت کر فضول بکواس سے کچھ نہیں بنتا۔ (التنقید الجوہری،ص:27،ط:دارالقرآن پنج پیر صوابی 2005ء)

iii) جاہل مبلغ جس نے چالیس خرافات فضائل حج میں لکھے ہیں۔

(الصواعق المرسلہ،ص:15،بحوالہ التنقید الجوہری،ط:دارالقرآن پنج پیر صوابی 2005ء)

iv) مولوی سراج الاسلام حنیف لکھتا ہے کچھ لوگ ضعیف اور موضوع ومن گھڑت روایت سے عقائد واعمال ثابت کرنے لگے ہیں جس کی کئی مثالیں کتاب فضائل اعمال اور فضائل صدقات میں مل جاتی ہیں۔ (ضعیف احادیث کی معرفت اوران کی شرعی حیثیت،ص:32)

v) مولوی قاضی عبدالسلام اشرفی لکھتا ہے''موجودہ عوامی رسمی تبلیغ بظاہر نام سے تو تبلیغ دین ہے مگر درحقیقت دین رسول ﷺ کے بالکل الٹ ہے۔دین کی نیت سے بے دینی ہے اورانجان ہوکر دین دوستی کی نیت دینی دشمنی زوروشور سے پھیلائی جارہی ہے۔

(ماہنامہ ''نغمۂ توحید'' گجرات،ص:53،مئی جون2000ء)

vi) حال ہی میں شائع ہونے والی مماتیوں کی کتاب ''تحفۃ الاشاعت''میں مماتی مولوی عبدالوکیل قطب الارشادحضرت مولانارشیداحمدگنگوہی رحمہ اللہ اورشیخ الحدیث حضرت مولانامحمدزکریامہاجرمدنی رحمہ اللہ پربت پرست اوریہودونصاری میں سے ہونے کافتویٰ دیتے ہوئےلکھتاہے۔

اے بھائیو!یہ بکواسات اورخرافات سنو!ان لوگوں اوراہل تناسخ اور بت پرستوں میں کیافرق ہے؟کیایہ(دین جویہ لوگ پیش کررہے ہیں)یہودونصاریٰ کادین نہیں ہے؟

(تحفۃ الاشاعہ،ص:300-301،ط:اشاعت اکیڈمی پشاور)

vii) ان تبلیغ والوں کی کتابوں میں خرافات اورواھیات توبہت زیادہ ہیں لیکن ہم ان میں سےبعض ایسی باتیں ذکرکرتے ہیں جن سے شرک اوراللہ تعالیٰ کی خاص صفات مخلوق کودینے کی بُوآتی ہے۔ (تحفۃ الاشاعہ،ص:291،ط:اشاعت اکیڈمی پشاور)

viii) یہ کیاعجیب بات ہے اے بھائیو!دیکھوفضائل صدقات کے ان واقعات میں کیا گمراہیاں اورخرافات ہیں اوریہ واقعات کس طرح لوگوں کوجہنم کی طرف کھینچ رہے ہیں۔اے اللہ سبحان!ہماری اس حالت کودیکھ' ہماری باتوں کوسن اورہمیں قرآن سے ان خرافات اورمحرومیوں کی طرف نہ چلا۔پس اے لوگو!(مولانازکریاکے)شرک'عقیدہ بریلویہ اوربت پرستی کےثابت کرنےکودیکھو۔ (تحفۃ الاشاعہ،ص:301،ط:اشاعت اکیڈمی پشاور)

نوٹ: ''تحفۃ الاشاعہ'' نامی کتاب کےمؤلف نے جہاں کتاب کےنام سے یہ ظاہرکیا ہے کہ دعوت وتبلیغ کےمتعلق ان کابیان کردہ مؤقف ''اشاعت التوحیدوالسنۃ'' کامؤقف ہے۔ وہیں''اشاعت التوحیدوالسنۃ'' کے امیر،دارالقرآن پنج پیرکےشیخ الحدیث،مفتی اوراکابرین اشاعت نےاس کتاب کی تائیدسےمؤلف کوحوصلہ دیتےہوئےپوری جماعت کی طرف سے اکابرعلمائےدیوبندپرتنقیدوتنقیص کےان نشتروں کوپذیرائی بخشی ہے۔

اعتراض:14 فتاویٰ حقانیہ،ج:1،ص:430،پرلکھاہواہےکہ مماتی بھی سُنی ہیں۔

ج: فتاویٰ حقانیہ علماء دیو بند کے مرتب کردہ ہے مگر اس میں ایک قابل احترام مفتی صاحب جو کہ مسلک دیو بند سے قدرے ہٹے ہوئے تھے جن کا نام مفتی محمد یوسف تھا خود اسی فتاویٰ حقانیہ میں جلد اول ص 93 پر انہیں مودودی نظریات سے بہت زیادہ متاثر بتایا گیا ہے اور ان کے بارے میں واضح لکھا گیا کہ وہ مودودی نظریات رکھتے تھے بلکہ فرقہ مودودی کا دفاع بھی کرتے تھے اس بناء پر انہیں دار العلوم حقانیہ سے الگ کر دیا گیا تھا موصوف بھی مفتی تھے اور یہ مماتیوں کی طرف سے نقل کردہ فتویٰ بھی انہیں کی مرہونِ منت اس فتاویٰ میں موجود ہے۔

مماتیوں کو چاہیے تھا کہ بچوں کی طرح ہر گری پڑی چیز کو نہ اٹھاتے تو آج یوں شرمندگی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔ ؎ زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

مزید: اسی فتاویٰ حقانیہ جلد اول کتاب العقائد ص 158 پر عقیدہ حیات النبی ﷺ اور سماع النبی ﷺ عند القبر کا واضح الفاظ میں موجود ہونا اور حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا قاسم نانوتویؒ کی کتاب آبِ حیات حضرت سہارنپوریؒ کی کتاب المہند اور حضرت مولانا عبد الشکور ترمذیؒ کی کتاب حیاتِ انبیاء کرام علیہ السلام سے ماخوذ استدلات کیوں نظر نہیں آئے۔ مماتیوں نے حوالہ 403 کا دیا ہے جبکہ ص 158 اس سے بہت پہلے آتا ہے اس کو بھی پڑھنا چاہیے تھا۔ اگر نہیں پڑھا تو اب پڑھ لیں اور اسے بمطابق فتاویٰ حقانیہ جلد اول ص 158 حیات قبر و سماع عند القبر والے عقائد اہل السنّت والجماعت تسلیم کر لیں۔ اور اگر مماتی اس فتویٰ سے اختلاف کرتے ہیں تو ص: 403 پر بھی اس کتاب کا حصہ ہے وہ قابل اعتبار اور کتاب کا یہ حصہ نا قابل اعتبار کیوں ہے؟ چلتے چلتے ایک بات اور مزید بھی پڑھ لیجئے: اسی فتاویٰ حقانیہ میں جو شیخ الحدیث مولانا عبد الحقؒ کے افادات پر مشتمل ہے اور مولانا مفتی محمد فریدؒ کے فتاویٰ جات کا اکثر حصہ اس میں موجود ہے اور انکے حوالہ جات بھی فرقہ مماتی کے متعلق درج ذیل ہے۔

بحمد اللہ کتاب میں جتنے مسائل کی تنقیح اور تشریح کی گئی ہے سب کو اہل السنّت والجماعت خصوصاً اکابر دیو بند کے مسلک کے موافق پایا۔ (تسکین الصدور ص 37 ط: ص 28 مکتبہ صدریہ گوجرانوالہ)

حضرت مفتی فرید زروبویؒ لکھتے ہیں کہ (مماتی) پنجپیری فرقہ سلفی (غیر مقلد) ہیں لہذا ان سے

قرآن کریم جیسی عظیم کتاب پڑھنا جائز نہیں۔

(فتاویٰ فریدیہ جلد اول کتاب الفرق الباطلہ فی الفرق الاسلامیہ ص 154-155 طبع دارالعلوم صدیقہ زروبی ضلع صوابی)

گمنام مماتی صاحب ازالہ کو یہ تمام حوالہ جات نظر کیوں نہیں آئے؟؟؟

؎ الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں　　　لو آپ اپنے دام میں مماتی آ گئے

اعتراض:15 خودکش حملہ میں جسم ختم ہو جاتا ہے اور انہیں قبر بھی نہیں ملتی تو عذاب قبر کیسے ہوگا؟

ج: جہاں اس ختم شدہ میت کے جسم کے اجزاء جائیں گے وہی جگہ اسی کی قبر شمار ہوتی ہے ضروری نہیں کہ زمین میں دفن ہوگا تو عذاب ہوگا۔ جن لوگوں کو زمین میں دفن نہیں کیا گیا، مثلاً: فرعون اور ہندو لوگ جن کو جلا کر راکھ کر دیا جاتا ہے، یہ لوگ بھی قبر کے عذاب سے نہیں بچتے ،کائنات کے جس کونے میں ان کا وجود ہوگا وہیں عذاب ملتا رہے گا اگر چہ جسم ذرّہ ذرّہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اسکی دلیل حدیث پاک میں موجود ہے:

عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُہُ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا حَضَرَہُ الْمَوْتُ فَلَمَّا یَئِسَ مِنَ الْحَیَاۃِ اَوْصَی اَھْلَہُ اِذَا اَنَامُتُّ فَاجْمَعُوْا لِیْ حَطَبًا کَثِیْرًا،وَاَوْقِدُوْافِیْہِ نَارًا حَتّٰی اِذَا اَکَلَتْ لَحْمِیْ وَخَصَلَتْ اِلٰی عَظْمِیْ فَامْتُحِشَتْ، فَخُذُوْھَا فَاطْحَنُوْھَا، ثُمَّ انْظُرُوْا یَوْمًا رَاحًا فَاذْرُوْہُ فِی الْیَمِّ،فَفَعَلُوْا،فَجَمَعَہُ اللّٰہُ فَقَالَ لَہُ: لِمَ فَعَلْتَ ذَالِکَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْیَتِکَ، فَغَفَرَ اللّٰہُ لَہُ.

(صحیح بخاری، کتاب الانبیاء علیھم السلام، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، ج:1،ص:491،ط: قدیمی کراچی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے مرنے کے بعد آگ میں جلا دیا جائے اور میری راکھ کے کچھ حصوں کو دریاؤں میں ڈال دیا جائے اور کچھ راکھ کو پہاڑوں پر اُڑا دیا جائے تو ایسا ہی کیا گیا پس اللہ تعالیٰ نے دریا اور پہاڑوں کو حکم کیا اس کی راکھ جمع کر دو پھر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اپنے سامنے صحیح سالم کھڑا کیا اور پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا یا اللہ میں نے صرف آپ کے خوف کی وجہ سے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنی قدرت سے معاف کر دیا۔

تنبیہ: اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرنے کے بعد اس جسم کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے اسی لئے تو اس کے جسم کی راکھ کو اکٹھا کیا گیا ورنہ خاک کو جمع کرنے کا کیا مقصد؟

اعتراض:16 عذاب قبر اگر جسم کو ہوتا ہے تو کسی انسان کو کوئی جانور کھا جائے تو کیا جانور کے پیٹ میں اسکو عذاب ہوگا؟ تو کیا وہ جانور بھی عذاب کی تکلیف محسوس کرے گا؟

ج: وہ عذاب مردہ کو ہوگا جانور کو نہیں جس طرح کسی مماتی کے پیٹ میں کیڑے ہوں تو ڈاکٹر صاحب جو دوائی دیتے ہیں اس دوائی سے اسکے پیٹ میں کیڑوں پر تو قیامت گزر رہی ہوتی ہے مگر خود مماتی ان کیڑوں کے مرنے والی تکلیف کو محسوس نہیں کر رہا ہوتا تو ٹھیک اسی طرح جانور کے پیٹ میں عذاب مردہ محسوس کرتا ہے نہ کہ جانور۔

اعتراض:17 حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو اختلاف ہوا، جنگوں تک نوبت آئی جس میں کئی صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ شہید ہوئے مگر یہ لوگ آپ ﷺ کے روضۂ اقدس پر فیصلہ کرانے نہیں گئے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے حق پر کون ہے۔؟ تو پتہ چلا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ آپ ﷺ قبر میں زندہ نہیں ہیں۔ اگر زندہ مانتے تو ضرور پوچھتے۔

ج: سبحان اللہ! یہ تو سوال بھی بیوقوفانہ ہے کہ قبر پر جا کر نہ پوچھنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ قبر میں زندہ نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے اگر ہم قبر پر جا کر سوال کریں گے تو آپ ﷺ کا جواب ہم نہیں سن سکیں گے کیونکہ آپ ﷺ عالم قبر میں ہیں اور ہم عالم دنیا میں ہیں

مثال: جس طرح آپ کی کوئی چیز لوگوں میں بیٹھے گم ہو جائے تو آپ اپنے اردگرد بیٹھے لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ میری چیز کدھر گئی؟ مگر اپنے کندھوں پر بیٹھے فرشتوں سے نہیں پوچھتے حالانکہ آپ اِن فرشتوں کو زندہ مانتے ہیں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ فرشتے آپ کے پوچھنے پر اگر جواب بھی دیں تو آپ ان کا جواب نہیں سن سکیں گے کیونکہ فرشتے عالم غیب میں اور آپ عالم دنیا میں ہیں۔ تو اِسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جانتے تھے کہ ہم قبر پر جا کر پوچھیں گے تو آپ ﷺ جواب دیں گے مگر ہم لوگ آپ ﷺ کا جواب نہیں سن سکیں گے۔ کیونکہ آپ ﷺ

عالم قبر میں اور صحابہ رضی اللہ عنہم عالم دنیا میں تھے۔ لہذا قبر پر جا کر نہ پوچھنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ آپ ﷺ قبر میں زندہ نہیں ہیں۔

اعتراض:18 اگر ہم لوگ آپ ﷺ کی بات کو نہیں سن سکتے تو آپ ﷺ قبر کے قریب ہمارا درود کیسے سن لیتے ہیں؟ یہاں پر عالم دنیا و قبر والا اصول کیوں لاگو نہیں ہوتا؟

ج: قبر کے قریب آپ ﷺ کا درود شریف سننا تو شریعت سے ثابت ہے۔ مثلاً:

i) **وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ ۙ**

ترجمہ: اور (اے پیغمبر ﷺ) جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ زندہ ہیں، انہیں اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔ (سورة آل عمران، آیت: 169)

تفسیر: انبیاء کرام علیہم السلام شہیدوں سے بڑے درجے والے ہیں تو وہ بھی زندہ ہیں ان کی زندگی اتنی مضبوط ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہے اسی وجہ سے نبی ﷺ کی وفات کے بعد انکی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ ہی نبی ﷺ کی میراث تقسیم ہوتی ہے بلکہ قبر پر جا کر کوئی سلام کہے تو اس کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ (تفسیر کشف الرحمٰن، ج:1، ص: 592، ط: مکتبہ رشیدیہ کراچی)

اس تفسیر کے مؤلف مولانا احمد سعید دھلویؒ ہیں۔ اس تفسیر پر جن اکابرین امت مسلمہ کے دستخط ہیں ان کے اسماء کرام یہ ہیں:

1) مدرس مسجد نبوی ﷺ، شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند حضرت مولانا حسین احمد مدنی رَحِمَهُ اللّٰهُ
2) عالم اسلام کے پہلے شیخ الحدیث، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رَحِمَهُ اللّٰهُ
3) دار العلوم دیوبند میں نصف صدی تک مہتمم، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رَحِمَهُ اللّٰهُ
4) استاذ العلماء مفتی اعظم دار العلوم دیوبند مولانا مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری رَحِمَهُ اللّٰهُ
5) شیخ الحدیث والادب، جامع الفضائل، فقیہ زماں حضرت مولانا اعزاز علی امروہی رَحِمَهُ اللّٰهُ
6) مفتی اعظم متحدہ ہندوستان، فخر الاماثل، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ رَحِمَهُ اللّٰهُ

i) **عَنۡ اَبِی هُرَیۡرَةَ** رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ **قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ** ﷺ **مَنۡ صَلّٰی عَلَیَّ عِنۡدَ قَبۡرِیۡ سَمِعۡتُہٗ وَمَنۡ صَلّٰی عَلَیَّ مِنۡ بَعِیۡدٍ اُعۡلِمۡتُہٗ.**

(جلاء الافهام فی فضل الصلاۃ والسلام علی محمد خیر الانام ، ص:92،ط:دار ابن جوزی الدمام،سعودی عرب)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میری قبر کے پاس درود پڑھے گا اُس کو میں خود سنوں گا اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھے گا تو وہ مجھے بتلایا جائے گا۔

وہ محدثین کرامؒ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اسکی سند کو صحیح لکھا:

1) امام ابوبکر البیہقیؒ (جزء حیات الانبیاء، ص:6)
2) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (فتح الباری، ج:6، ص:356)
3) علامہ شمس الدین السخاویؒ (القول البدیع، ص:116)
4) حضرت ملا علی قاریؒ (مرقاۃ، ج:2، ص:10)
5) امام ابوالحسن علی بن محمد الکنانیؒ (تنزیہ الشریعۃ، ص:335)
6) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (فتح الملہم، ج:1، ص:330)
7) مولانا اشرف علی تھانویؒ (نشر الطیب، ص:268)
8) مولانا ادریس کاندھلویؒ (سیرت المصطفیٰ، ج:3، ص:174)
9) مفتی محمد شفیع عثمانیؒ (جواہر الفقہ، ج:1، ص:517، ط: جدید)
10) شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ (فضائل درود، ص:19)

اور جب شریعت سے کوئی مسئلہ ثابت ہو جائے پھر اپنی عقل کے گھوڑے نہیں دوڑانے چاہیے یہی مسلک اہل السنّت والجماعت کا طریقہ ہے۔

اعتراض:19 اگر صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کا جواب نہیں سن سکتے تھے تو آپ لوگوں کے مطابق پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تدفین کے وقت روضہ مبارکہ سے "اُدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ" (مفاتیح الغیب تفسیر کبیر سورۃ الکھف، آیت:11، ج:7، ص:433، ط: مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور) کہ دوست کو دوست تک پہنچادو، یہ آواز کیوں سن لی تھی۔ یہاں سن سکتے تھے وہاں نہیں؟ یہ دوہرا معیار کیوں اپنایا گیا ہے؟

ج: دوہرا معیار نہیں بلکہ مماتیوں کی سمجھ کی کمی کا نتیجہ ہے۔ آپ ﷺ کے روضہ مبارکہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آواز سن لینا بطورِ کرامت تھا یعنی اس وقت آپ ﷺ کا جواب سن لینا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وجہ سے تھا، انہوں نے وصیت ہی اسی لئے کی تھی کہ مجھے آپ ﷺ کے روضہ اقدس کے اندر قبر میں دفن کرنے سے پہلے پوچھ لینا یارسول اللہ ﷺ اجازت ہے صدیق کی قبر یہاں بنا دیں؟ اگر اجازت مل جائے تو آپ ﷺ کے قریب قبر بنا دینا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ سے اپنی دوستی پر اتنا اعتبار تھا اور اتنی زیادہ اُمید تھی کہ مجھے اجازت ضرور ملے گی لہٰذا ان کے اخلاص کی برکت سے وہاں پر موجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کا جواب سنا اور یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کی برکت اور کرامت شمار ہوتی ہے اور کرامت کا اصول یہ ہے کہ اس میں دوام (ہمیشگی) نہیں ہوتی۔ضروری نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک سے ہروقت جواب سنا جائے۔ یہ کبھی کبھار کی بات ہے۔

اعتراض:20 یہ عجیب سی بات لگتی ہے اگر کوئی مزید دلیل یا مثال ہے تو پیش کرو۔

ج: جی ہاں! اس کے کئی مزید دلائل ہیں، مثلاً: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ شریف سے سیکڑوں میل دور جہاد پر گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کے امیر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں منبر پر بیٹھ کر آواز دی جبکہ بظاہر ان کے سامنے وہ حضرات موجود نہیں تھے اور وہ آواز فوراً ان تک پہنچ گئی یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔

(مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ، ج:17، ص:373، ط:دار الفكر بيروت لبنان)

تو یہ بھی اِسی طرح ہے کہ ہروقت ہم آپ ﷺ کا جواب نہیں سن سکتے مگر کبھی کبھار جس طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جنازے کے وقت یا پھر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے سلام کرنے پر جواب سن لینا ثابت ہے۔

نوٹ: شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے آپ ﷺ کے رضۂ اقدس پر سلام عرض کیا تو آپ ﷺ کی طرف سے جواب آیا **وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ** (اے میرے بیٹے تم پر بھی سلام ہو) (حضرت مدنیؒ کے ایمان افروز واقعات، ص:38,37، ط: مکہ کتاب گھر اردو بازار لاہور، از: مولانا ابوالحسان بارہ بنکیؒ)

اعتراض 21: صلح حدیبیہ کے وقت آپ ﷺ تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ پہنچی مگر وہ زندہ تھے اور ظاہری بات ہے کہ آپ ﷺ پر درود پاک بھی بھیجتے ہونگے اور درود آپ ﷺ پر پیش بھی ہوتا ہوگا مگر آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید سمجھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعت فرمالیا تو پتہ چلا کہ درود آپ ﷺ پر نہیں پہنچتا، اگر پہنچتا تو آپ ﷺ کبھی بھی بیعت نہ فرماتے بلکہ یوں فرماتے دیکھو عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہے جس کا درود مجھ پر پیش ہورہا ہے۔

ج:1) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا کرتے ہیں؟ اور پہلے بتادینے پر امتحان، امتحان نہ رہتا۔

ج:2) یہ واقعہ وفات سے پہلے دنیا کی زندگی کا ہے جبکہ آپ لوگوں کا اختلاف وفات کے بعد قبر میں درود شریف سننے کے متعلق ہے۔لہٰذا یہ سوال کرنا ہی غلط ہے۔

ج:3) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں افواہ صبح کی نماز کے بعد پہنچی ،ابھی ظہر کی نماز قضا نہیں ہوئی تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے آئے جب اس دوران انہوں نے کوئی نماز ادا نہیں فرمائی تو درود پاک کس طرح پڑھا؟اور نہ ہی انہوں نے حضور پاک ﷺ کے بغیر کعبۃ اللہ کا طواف کرنا مناسب سمجھا۔جب اس دوران درود پاک پڑھنا ثابت ہی نہیں تو حضور ﷺ تک پہنچنے کا سوال کرنا ہی غلط ٹھہرا۔آپ ﷺ پر درود پاک تب پیش ہوتا جب وہ پڑھتے حالانکہ وہ تو مذاکرات میں مشغول تھے اور شہید ہو جانے کی خبر پہنچنے پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعت فرمالیا اس واقعہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہمارا درود پاک آپ ﷺ پر پیش نہیں ہوسکتا بلکہ صحیح حدیث میں یہ واضح موجود ہے آپ ﷺ پر درود پاک پیش ہوتا ہے۔

عَنْ اَوْسِ ابْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْہِ الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب تفریع ابواب الجمعۃ، ج:1،ص:150،ط:ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن فوت ہوئے۔اسی دن قیامت کا پہلا صور اور پھر اسی دن آخری صور پھونکا جائے گا تو تم میرے اوپر زیادہ درود پڑھا کرو بیشک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا آپ کے فوت ہونے کے بعد ہمارا درود آپ ﷺ پر کیسے پیش ہوگا حالانکہ آپ ﷺ تو مٹی ہو چکے ہوں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو منع کر دیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم کو کھا سکے

نوٹ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درود شریف آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پیش ہوتا ہے اور یہ نبی ﷺ کے زندہ ہونے کی دلیل ہے کہ زندہ ہیں تبھی تو درود شریف پیش ہوتا ہے۔

وہ محدثین کرامؒ جنہوں نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح بتلایا اور اپنی کتب میں اسکی سند کو صحیح لکھا:

1) علامہ بدرالدین عینیؒ (عمدۃ القاری، ج:6،ص:69) 2) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (فتح الباری، پ:26،ص:58)

3) علامہ ابن عبدالہادیؒ (الصارم المنکی،ص:174) 4) امام نوویؒ (کتاب الاذکار،ص:106)

5) حافظ ابن کثیرؒ (تفسیر ابن کثیر، ج:3،ص:514) 6) علامہ منذریؒ (القول البدیع،ص:119)

7) حافظ ابن القیمؒ (جلاء الافہام،ص:36) 8) امام حاکمؒ (مستدرک، ج:4،ص:560)

9) علامہ شمس الدین ذہبیؒ (مستدرک، ج:4،ص:560) 10) علامہ انور شاہ کشمیریؒ (خزائن الاسرار،ص:19)

اعتراض 22: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں کا سننا نہیں مانتیں تو دیوبندی لوگ حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کیوں نہیں مانتے؟

ج:1) حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کافر مردے کیلئے کہا تھا کہ وہ نہیں سنتے۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کبھی بھی حضور ﷺ کے سماع کا انکار نہیں کیا اماں عائشہ رضی اللہ عنہا تو حیات النبی ﷺ مانتی ہیں۔ جس طرح حدیث پاک میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِیَ الَّذِیْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِنِّیْ وَاضِعٌ ثَوْبِیْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِیْ وَاَبِیْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ مَادَخَلْتُهُ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَیَّ ثِيَابِیْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ

(مشکوٰۃ المصابیح، ج:1،ص:154،ط:المیزان لاہور،مسنداحمد،ج:4،ص:440، مسندالصدیقہ عائشہؓ، رقم الحدیث:25660،ط: موسسۃ الرسالہ الترکی)

ترجمہ: حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت میں حضور پاک ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کیلئے جاتی تھی اور ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت بھی کرتی تھی تو پردہ کا زیادہ خیال نہیں کیا کرتی تھی کیونکہ حضور پاک ﷺ میرے خاوند اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے والد ہیں (خاوند اور والد سے پردہ نہیں ہوتا) لیکن خدا کی قسم جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ساتھ قبر میں دفن ہوئے تو میں پردہ کر کے قبر کی زیارت کیلئے جاتی ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کی وجہ سے۔

ج:2) حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے محدثین کرامؒ نے واضح لکھا ہے کہ انہوں نے مُردوں کے نہ سننے والے اپنے مؤقف سے رجوع فرمالیا تھا اور وفات کے بعد مردہ کے سماع کی

قائل ہوگئی تھیں۔اسی لئے تو اپنے بھائی کی قبر پر جا کر اس سے باتیں کیں اور بھائی کو مخاطب کر کے ایک شاعر مُتّمم بن نویرہ کے مشہور اشعار سناتی رہیں۔

وَكُنَّا كَندُ مَانِىْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً   مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا

فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّىْ وَمَا لِكًا   لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعَا

(مشكوٰة المصابيح ،كتاب الجنائز ، باب:دفن الميت،الفصل الثالث، ج:1،ص:149،ط:الميزان لاهور)

ترجمہ: میں اور میرا بھائی جذیمہ کے دو ہم نشینوں کی طرح ایک طویل عرصہ تک اکٹھے رہے ہیں۔ ہماری اس دوستی کی وجہ سے یہ کہا جانے لگا تھا کہ یہ دونوں کبھی بھی جدا نہیں ہونگے لیکن جب ہم میں جدائی واقع ہوئی (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتانا چاہتی ہیں کہ جب میرے بھائی فوت ہوئے) تو یوں محسوس ہونے لگا کہ ہم کبھی تھوڑا سا عرصہ بھی ایک ساتھ نہیں رہے۔

جب اماں جی رضی اللہ عنہا نے اپنے مؤقف سے دستبرداری کر کے چھوڑ دیا تھا تو خواہ مخواہ پرانی بات کو لوگوں میں پھیلانا کوئی دین کی خدمت نہیں ہے۔

(فتح البارى ، ج:8،ص:240،ط:دارالعلميه بيروت لبنان،الكنز المتوارى ، ج: 8،ص:210،ط:مكتبه الشيخ زكريا مكة مكرمة)

اعتراض:23 حضرت عمر رضی اللہ عنہ قبر کے اندر سے دیکھ لیتے ہیں اور پردہ کرنے سے نہیں دیکھتے؟ واہ یہ بھی کوئی بات ہے۔

ج: جس طرح لوہے کے پلیٹوں سے کرنٹ گزرتا ہے مگر ان کے درمیان چھوٹی لکڑی رکھ دیں تو کرنٹ نہیں گزرتا کیونکہ یہ لکڑی کرنٹ کو روک لیتی ہے تو اس طرح سمجھیں کہ پردہ اللہ کا حکم ہے اور یہ دوسرے کی نظر کو روک لیتا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک آداب نبوی ﷺ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب کہیں قریب کیل میخ وغیرہ کے ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو آدمی بھیج کر ان کو روکتیں کہ زور سے نہ ٹھوکیں حضور پاک ﷺ کی تکلیف کا لحاظ رکھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو بنانے والے کو فرمایا کہ شہر کے باہر بقیع سے بنا کر لائیں۔ان کے بنانے کی آواز کا شور حضور پاک ﷺ تک نہ پہنچے۔

(فضائل حج،ص:135،فصل:9،آداب زیارت میں،ادب نمبر:31،مکتبہ رحمانیہ لاہور،از:حضرت مولانا زکریا کاندلویؒ)

اعتراض:24 کیا نبی ﷺ کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے قبر میں زندہ درگور کیا تھا؟

ج: زندہ درگور (اس لفظ سے تعبیر کرنا) گستاخی ہے ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زندہ نبی ﷺ کو جنت کے حوالے کیا ہے کیونکہ نبی ﷺ کی قبر جنت کا باغ ہے۔

(صحیح بخاری ،کتاب التهجد باب فضل ما بین القبر والمنبر ،ج:1،ص:159،ط: قدیمی کراچی)

اعتراض:25 فتاویٰ بلدالحرام میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ خود سلام نہیں سنتے اور یہ کتاب سعودی عرب سے شائع ہوکر آئی ہے۔

ج: یہ کتاب سعودیہ کے غیر مقلدین (فرقہ اہلحدیث) کی ہے سعودی عرب کے اہل السنّت والجماعت حنبلیوں کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اس فتاویٰ میں امام مسلک اہل السنّت والجماعت امام ابوالحسن اشعریؒ کو بدعتی اور خطا کار لکھا گیا۔

(فتاویٰ علماء بلدالحرام، فتاویٰ شریعه فی مسائل عصریه النسخة الاصلیة (کتاب)فتاویٰ العقیده ،ص:196-195،ط: سعودیه)

اعتراض:26 امام ابوالحسن اشعریؒ تو حنبلی مسلک رکھتے تھے۔کیا تم لوگ اس فتاویٰ سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ کے خلاف بھی کچھ ثبوت پیش کر سکتے ہو۔

ج: جی ہاں! حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ (احناف) کے عقیدۂ ایمان کو مُرجِئَة (ملعونہ) کا مذہب قرار دے کر قولِ باطل، کھلی گمراہی، خارج از مسلک اہل السنّت والجماعت، شریر، فسادی جیسے الفاظ لکھے گئے ہیں۔

(فتاویٰ علماء بلدالحرام، فتاویٰ شریعه فی مسائل عصریه النسخة الاصلیة (کتاب)فتاویٰ العقیده ،ص:114-113،ط: سعودیه)

اس طرح کی مزید بھی بہت غلاظت موجود ہے۔یہ کتاب پڑھتا جا،شرماتا جا کے مترادف ہے۔

اعتراض:27 مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علماء کرام عقیدہ حیات النبی ﷺ نہیں مانتے۔

ج: علماء سعودیہ اہل السنّت والجماعت حنبلی ہیں اور وہ تو عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔مدینہ طیبہ میں آج بھی روضۂ رسول ﷺ کے 2 ستونوں پر عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق اشعار لکھے ہوئے موجود ہیں:

يَاخَيرَ مَنُ دُفِنَتُ بالُقَا عِ اَعُظَمُهُ   فَطَابَ مِنُ طِيبِهِنَّ الُقَا عُ وَالُاَ كَمُ

اے بہترین ذات پیغمبر ﷺ آپ کا خوشبودار جسم قبر مبارک میں آجانے کے بعد زمین کو بھی خوشبودار بنادیا گیا۔

نَفُسِی الُفِدَاءُ لِقَبُرٍ اَنُتَ سَاکِنُهُ   فِيهِ الُعَفَافُ وَفِيهِ الُجُودُ وَالُكَرَمُ

میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ ﷺ رہائش پذیر (آرام فرما) ہیں، بے شک آپ کی سخاوت پہلے کی طرح آج بھی آپکے ساتھ قائم ہے۔

نوٹ: اس شعر میں موجود لفظ نَفُسِی الُفِدَاءُ لِقَبُرٍ اَنُتَ سَاکِنُهُ (میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ ﷺ رہائش پذیر ہیں) آپ ﷺ کے زندہ ہونے کی طرف واضح اشارہ کر رہا ہے کیونکہ ساکن (رہائش پذیر) کا لفظ ہمیشہ زندہ انسان پر بولا جاتا ہے جبکہ مرے ہوئے کیلئے ساکت (بے حس اور بے حرکت) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ کے حنبلی علماء کرام کی طرف سے ان اشعار کا روضۂ رسول ﷺ کے ستونوں پر لکھا ہوا موجود ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ وہ لوگ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔

اعتراض:28 اس عقیدہ پر اپنی صلاحیتیں خرچ کرنا اور مستقل طور پر طلباء کو پڑھانا کیوں ضروری ہے کیا حیات النبی ﷺ کا سوال قبر میں ہوگا؟

ج:1) نکاح، حق مہر، اولاد، والدین کی خدمت، قربانی، زکوٰۃ، حج، جہاد فی سبیل اللہ اور تبلیغ دین کا سوال بھی قبر کے 3 سوالات میں موجود نہیں ہیں تو پھر کیا یہ تمام عبادات فضول ہیں؟

ج:2) اس قسم کی باتوں سے تو بے ایمانی کا دروازہ کھل جائے گا۔ مثلاً: مرزائی کہیں گے کہ ختم نبوت ﷺ کا سوال قبر میں نہیں لہٰذا یہ بیان نہ کرو کیونکہ وہاں تو مَنُ نَّبِیُّکَ؟ (تیرا نبی کون ہے؟) یہ سوال ہوگا آخری نبی ہونے کا ذکر نہیں۔۔۔ **نعوذ باللّٰہ من ذالک** رافضی کہیں گے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اولہ کا سوال قبر میں نہیں ہوگا لہٰذا یہ بھی چھوڑ دیں، غیر کے مقلد (فرقہ اہل حدیث) کہنے لگ جائیں گے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شاگرد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ کی تقلید کے بارے میں قبر میں سوال نہ ہوگا لہٰذا

مسئلہ تقلید کو چھوڑ دیا جائے۔ جناب محترم ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ عقائد ومسائل شریعت کی بنیاد ہیں اگر ان کو چھوڑ دیا جائے تو یقیناً گمراہی حاصل ہوگی قبر میں تو صرف 3 سوالات ہیں اس بنیاد پر باقی تمام عبادات کو چھوڑ دینا کوئی دینداری نہیں۔

مشقی سوالات

تنبیہ: اساتذہ کرام اپنی مرضی سے پیش کردہ اعتراضات میں سے کوئی سے 15 اعتراضات حل کرائیں۔

مسلک اہل السنۃ والجماعۃ اور مماتی فرقہ کے درمیان عقائد میں چند فرق

مسلک اہل السنۃ والجماعۃ (علماء دیوبند)	مماتی فرقہ
1......تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں بالخصوص سید الانبیاء ﷺ اپنے روضۂ اطہر میں روح کے تعلق کے ساتھ زندہ ہیں اور عبادت میں مشغول ہیں۔ یہ عقیدہ اجماع امت مسلمہ اور متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ (نشر الطیب ص210، مقام حیات ص267)	1......تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں بالخصوص آپ ﷺ اپنے روضۂ اطہر میں زندہ نہیں۔ روح کا قبروں میں رکھے ہوئے جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جو حیات والا عقیدہ رکھتے ہیں وہ بدعتی ہیں، گمراہ ہیں۔ (المسلک المنصور ص63، شرک کیا ہے ص4 مسلک الاکابر ص45 البرہان الجلی ص144)
2......روضۂ اطہر کے قریب پڑھا ہوا صلوٰۃ وسلام آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔ (تسکین الصدور ص50، المہند ص4، تذکرۃ الخلیل ص36، نشر الطیب ص211، آب حیات ص40)	2......مدینہ منورہ میں یا دور سے پڑھا ہوا صلوٰۃ وسلام آپ ﷺ نہ سنتے ہیں، نہ جواب دیتے ہیں۔ (کیا مردے سنتے ہیں ص40، عقائد علماء اسلام ص484، مسلک الاکابر ص31، القول المسند ص19)
3......عرض اعمال یعنی روضۂ مبارک میں آپ ﷺ کے پاس امت کے اعمال اجمالی طور پر روزانہ پیش ہوتے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص518، تفسیر عثمانی ص388، نشر الطیب ص210)	3......عرض اعمال والا عقیدہ شیعوں کا عقیدہ ہے۔ (عقائد علماء اسلام ص449، اقامت البرہان ص245، تسکین القلوب ص103، تحفہ عجیبہ ص340)
4......استشفاع! یعنی آپ ﷺ کی قبر کے پاس عاجزانہ درخواست کرنا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ یہ جائز ہے۔ (معارف القرآن ص459، نشر الطیب ص245، آب حیات ص40)	4......آپ ﷺ سے دعا کی استدعا کرنا بدعت سیئہ ہے۔ گمراہی ہے۔ (القول المسند ص31، اقامت البرہان ص312، المسلک المنصور ص67، عقائد علماء اسلام ص649)
5...... روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے جانا اور صرف زیارت ہی کی نیت سے سفر کرنا فرائض وواجبات کے علاوہ سب سے بڑی نیکی ہے۔ (وفاء الوفا ص177 ج4، فتح القدیر ص74 ج3، درمختار ص63 ج4)	5......روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔ بدعت ہے۔ سلف صالحین میں سے کسی نے اس کو مستحب قرار نہیں دیا۔ (تحقیق الحق ص35، کتاب التوحید فی العبادات الالوہیہ)
6......ایصال ثواب برحق ہے۔ خواہ زندہ کو کیا جائے یا فوت شدہ کو۔ مالی صدقات کے ساتھ ہو یا دوسری عبادات کے ساتھ ہو۔ اس کا فائدہ روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ (راہ سنت ص249)	6......اگر مردے کو ایصال ثواب کیا جائے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ روح کا جسم عنصری سے کوئی تعلق نہیں۔ (ملخصاً عقیدہ مماتی فرقہ)
7......زمین کی وہ جگہ جو آپکے جسم مبارک کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ جہاں آپ ﷺ آرام فرما ہیں۔ وہ جگہ کائنات کی ہر شے سے افضل، حتیٰ کہ عرش وکرسی بھی اس کے مقابل کچھ نہیں۔ (فضائل حج ص177، تاریخ مدینہ ص147، تسکین الاذکیاء ص486)	7......وہ جگہ جو آپ ﷺ کے جسم کو لگی ہوئی ہے وہ عام جگہوں کی طرح ایک جگہ ہے۔ عرش وبیت اللہ سے بھی افضل نہیں۔ کوئی قبر جنت کا باغ نہیں۔ آپ ﷺ کی قبر عام قبروں کی طرح ایک قبر ہے۔ اس کی کوئی فضیلت نہیں۔ فضیلت کا عقیدہ رکھنے والے غلطی پر ہیں۔ (عقائد علماء اسلام ص486، ندائے حق ص476)
8......آپ ﷺ، انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرامؒ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور یوں عرض کرنا کہ "اے اللہ! ان بزرگوں کے واسطہ سے میری دعا قبول فرما۔ جائز ہے۔ بعد از وفات ہو یا قبل از وفات ہو۔ (احسن الفتاویٰ ص422، معارف القرآن ج1 ص100)	8......انبیاء کرام علیہم السلام اولیاء کرامؒ کے وسیلے سے دعا کرنا وفات کے بعد شرک ہے۔ بدعت ہے۔ مشرکین کا عمل ہے۔ جو توسل کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ بدعتی ہیں۔ (کشف الحجاب ص93، البرہان الجلی ص200، شرک کیا ہے۔ ص18، ازالہ اوہام ص25، البصائر ص252)
9......قرآن وحدیث میں جہاں لفظ قبر آیا ہے اس سے مراد یہی زمینی قبر ہے۔ جہاں عذاب وثواب کی بات آئی ہے اس سے مراد بھی یہی زمینی قبر ہے۔ یہ قبر حقیقی، شرعی، لغوی، عرفی قبر ہے۔ علیین اور سجین کو کسی نے قبر شرعی نہیں کہا۔ (تسکین الصدور ص82، فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص462، معارف الحدیث ص204)	9......اصل شرعی قبر علیین، سجین ہے۔ یہ زمین والی قبر عرفی قبر ہے۔ یہ اصل میں گڑھا ہے۔ اس گڑھے میں کچھ نہیں ہوتا۔ زمینی گڑھے کو قبر کہنا قرآن کا انکار ہے۔ (حیات جاودان ص16، اقوال مرضیہ ص19، مسلک المنصور ص37، عقائد علماء اسلام ص617)
10......حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں، حضرت حسینؓ نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی اور حضرت حسینؓ افضل شہید ہیں۔ (جامع ترمذی، کتاب المناقب)	10......جنتی نوجوانوں والی روایت غلط ہے......نیز حضرت حسینؓ نے یزید کی بیعت کر لی تھی ورنہ وہ جہالت کی موت مرتے، حضرت حسینؓ سے جنرل ضیاء الحق اچھا تھا۔ (فتویٰ ماسٹر عبداللہ مماتی وکتاب مظلوم کربلا از نیلوی، ص:100,108)